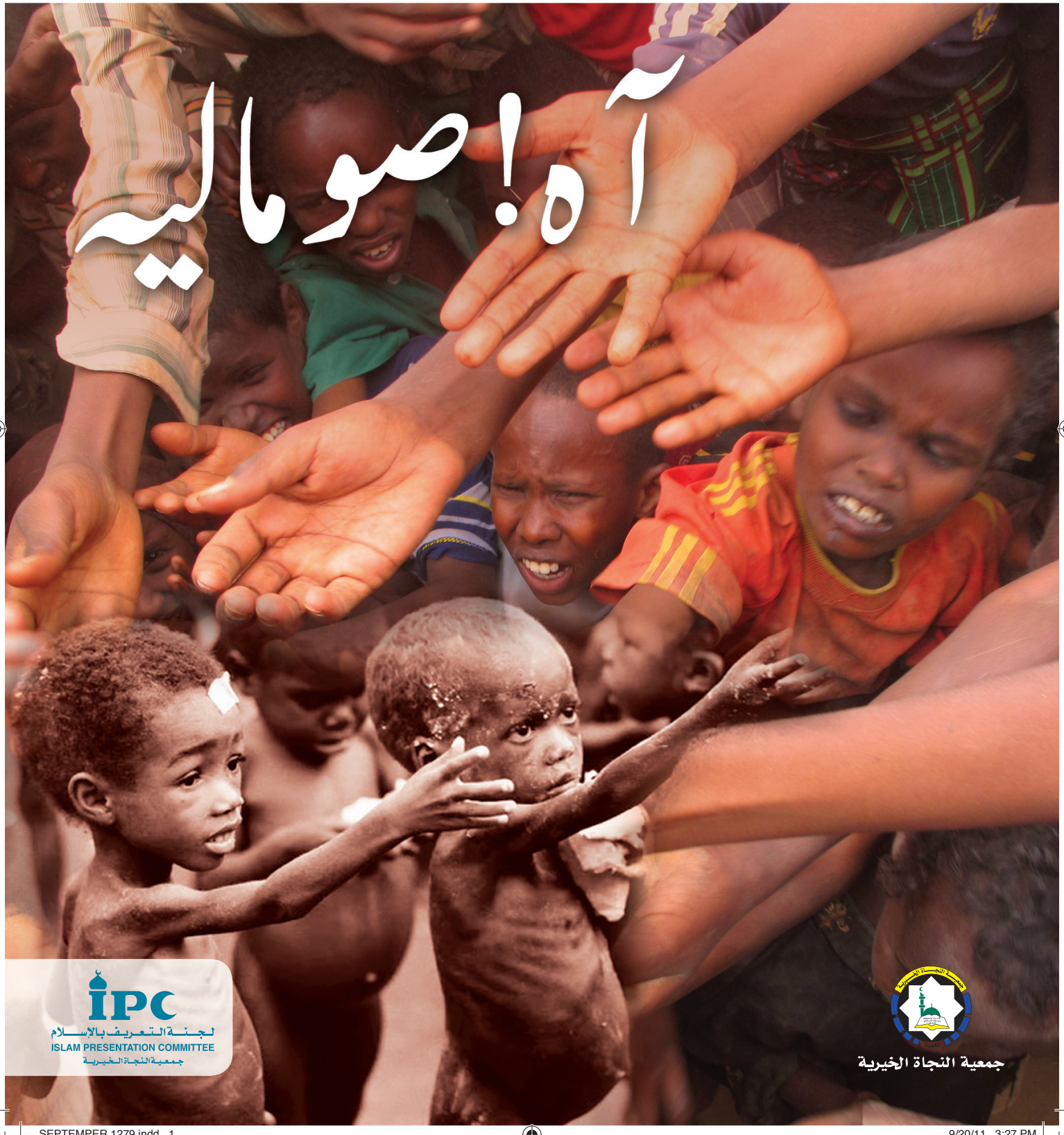
ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

شمارہ:33 ستمبر ۲۰۱۱ء بمطابق شوال ۱۴۳۲ھ

آہ! صومالیہ

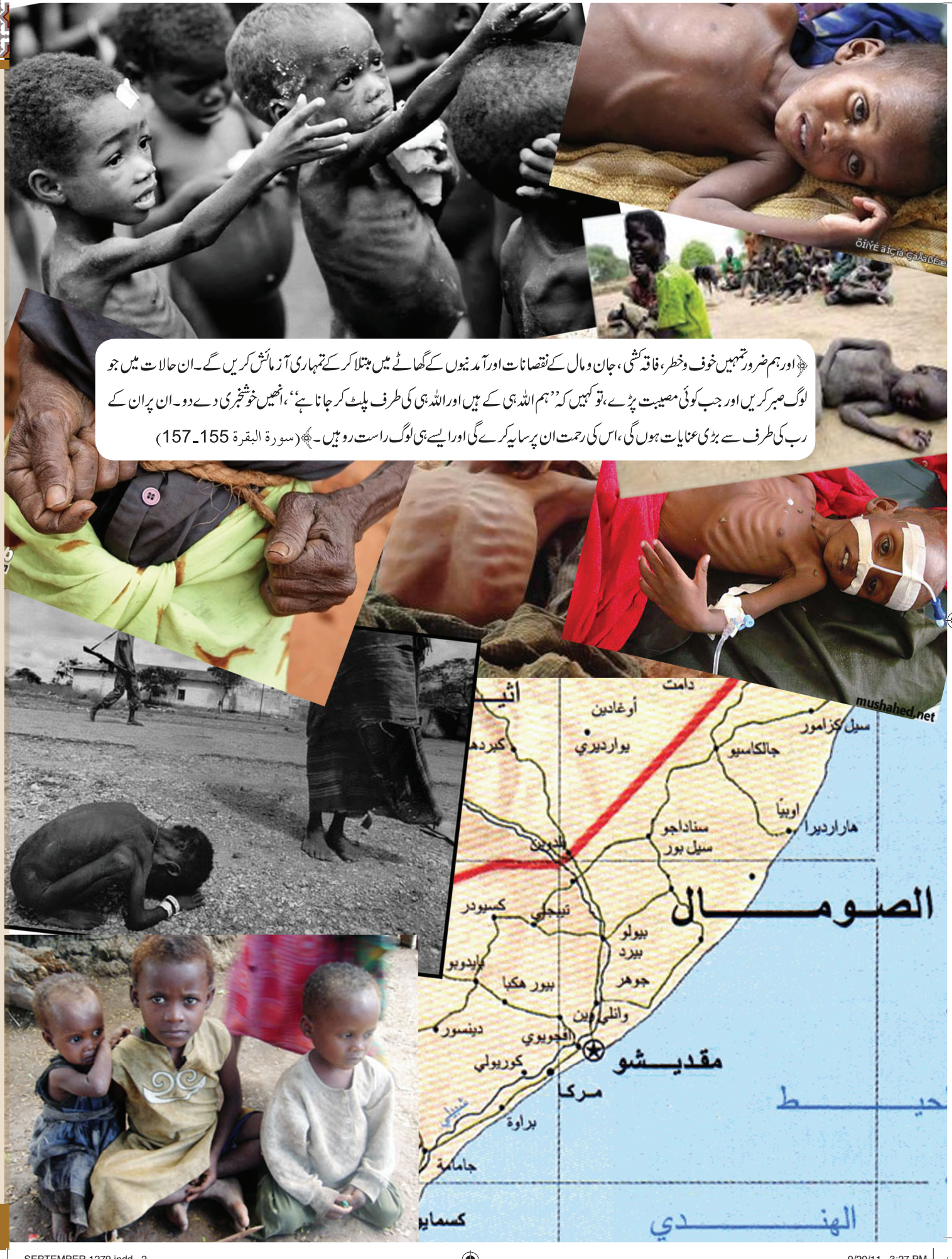


IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

جمعية النجاة الخيرية

SEPTEMPER 1279.indd 1 9/20/11 3:27 PM

﴿اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے، تو کہیں کہ ''ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے''، انھیں خوشخبری دے دو۔ ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی، اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔﴾ (سورۃ البقرۃ 155۔157)



مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشری" (باللغة الأردوية)

مصباح
ماہنامہ

شمارہ:33 ستمبر ۲۰۱۱ء بمطابق شوال ۱۴۳۲ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

رابطہ کا پتہ
IPC پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT.104,160
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
مصباح سائٹ: www.misbahmagazine.com

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

گرافک ڈیزائن
نادر بلال

www.zukhruf.net
Tel. 99993072

اس شمارے میں

کالمز	مضامین	قلمکاران	صفحہ
تجلیات	آہ! صومالیہ	صفات عالم محمد زبیر تیمی	2
صدائے عرش	والدین کے ساتھ حسن سلوک	ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد	3
آئینۂ رسالت	حج وعمرہ کے فضائل وبرکات	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر	3
ایمانیات	آیئے ! اپنے ایمان کو تازگی بخشیں	سید عبدالسلام عمری	4
اصول کامرانی	اطلاعاتی ٹکنالوجی اور مدارس اسلامیہ	احتشام الحق	5
تربیت وتزکیہ	انسانی زندگی پر فکر آخرت کے اثرات	مولانا محمد انور محمد قاسم سلفی	6
دعوت وحکمت	غیر مسلموں میں دعوت کا طریقۂ کار	مولانا علاء الدین مکی	8
آفاقی پیام	صرف اسلام کی پیروی کیوں؟	ڈاکٹر ذاکر نائک	10
چراغ راہ	حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی گراں مایہ پند ونصائح	مولانا عبدالخالق محمد صادق مدنی	12
نقش راہ	موت کے بعد زندگی	محمد آصف ریاض	14
نکہتِ گل	محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا	اعجاز الدین عمری	15
روبرو	مولانا محمد طاہر مدنی سے ایک ملاقات	محمد خالد اعظمی	16
چراغ منزل	امام حرم مکی شیخ محمد بن عبداللہ بن محمد السبیل	مبصر الرحمن القاسمی	18
خبر ونظر	عالمی خبریں	محمد خالد اعظمی	19
روداد چمن	IPC کے شب وروز	ادارہ	20
دینی سرگرمیاں			21



ستقرأ في هذا العدد

☆كلمة العدد(اخواننا في الصومال يموتون جوعا) ☆ قبس من القرآن الكريم (بر الوالدين) ☆ قبس من الآحاديث النبوية(فضائل الحج) ☆ تعالوا لنجدد ايماننا (السلسلة الثانية) ☆ التكنولوجيا الحديثة ومدى استفادة المدارس الاسلامية بها ☆ آثار الايمان باليوم الآخر على حياة الانسان ☆ أساليب الدعوة في غير المسلمين ☆ الاسلام لماذا ؟ للدكتور ذاكر نائك ☆ الوصايا المهمة المأثورة عن حكيم الأمة للدكتور وليد العلي ☆ ماذا بعد الموت ؟ ☆ أوراق ذهبية ☆ حوار مع الشيخ محمد طاهر المدني ☆ نبذة عن الشيخ محمد بن عبدالله بن محمد السبيل امام الحرم المكي ☆ الأخبار العالمية ☆ أنشطة اللجنة والجاليات المسلمة

آہ! صومالیہ

پچھلے چند مہینوں سے براعظم افریقہ کا تاریخی ملک صومالیہ شدید قحط اور خشک سالی سے دوچار ہے، جس سے ایک کروڑ افراد متاثر ہیں، 20 لاکھ افراد غذائی مواد کی کمی اور بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر چکے ہیں، جن میں 29 ہزار بچے شامل ہیں۔ عالمی امدادی اداروں کے اعداد وشمار کے مطابق صومالیہ کی یہ خشک سالی گذشتہ نصف صدی کی سب سے بڑی آفت ہے، اگر بھرپور غذائی امداد کی فراہمی نہ ہوسکی تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ یہ صورتحال کسی انسانی المیے کو جنم دے۔

صومالیہ ہی وہ سرزمین ہے جہاں اسلام کا سایہ مدینہ منورہ سے پہلے پہنچا، جس نے اولیں مہاجرین کو اپنی آغوش میں پناہ دی تھی، حبشہ کا ساحل جو آج صومالیہ کے ساحلی شہر زیلہ کا حصہ ہے، یہی وہ مقام تھا جسے صحابہ کرام نے پناہ گاہ بنائی تھی اور صومالیہ کا حالیہ دارالحکومت موگادیشو مشرقی افریقہ میں اسلام کا ایک مرکز بنا تھا، آج 99 فیصد مسلم آبادی پر مشتمل اس سرزمین کا شمار دنیا کے غریب ترین ملک میں ہورہا ہے۔ اور قحط ایسی ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ روزانہ مررہے ہیں ایسا بھی نہیں ہے کہ اس ملک میں قدرتی ذخائر کی کمی ہو، تیل یورینیم، گیس اور سونے کے ذخائر آج بھی اس ملک میں پائے جاتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ آج یہ ملک ایسی خستہ حالی کا شکار ہے، یہ ایسا نکتہ ہے جس سے پردہ اٹھائے بغیر رہا نہیں جاتا، گو کہ عالمی برادری اس بھوک مری کو خانہ جنگی اور خشک سالی کا شاخسانہ قرار دے رہی ہے لیکن حقیقت کچھ اور بھی ہے۔ مغرب نے جب استعماری منصوبہ کے تحت عالم اسلام میں قدم رکھا تو قدرتی ذخائر سے مالا مال مشرقی افریقہ کے اس ملک کو بھی اپنے استعماری پنجے میں دبوچے بغیر نہ رہے، اور خوان یغما سمجھتے ہوئے برطانیہ، اٹلی اور فرانس تینوں ممالک بھوکے بھیڑیوں کے جیسے اس پر ٹوٹ پڑے، صومالی سورماؤں کی مزاحمت کے بعد استعماری افواج نے ملک تو چھوڑ دیا تاہم ''پھوٹ ڈالو حکومت کرو'' کی پالیسی اپناتے ہوئے صومالیہ کو مختلف حصوں میں تقسیم کرکے ہی نکلے، پھر اس خطے کی ثروت کو اپنے اختیار میں رکھنے کے لیے زراعت کا ایسا نظام رائج کرایا کہ ان کی زمینیں مخصوص کیمیکلز کی بنیاد پر زراعت کی بعض چیزیں ہی کاشت کرسکتی ہیں، پھر ان کی کاشت کی ہوئی اشیاء کو سستے داموں خرید کر عالمی منڈیوں میں مہنگے داموں میں بیچنے کی ٹھیکیداری بھی لے لی، اس طرح صومالیہ سمیت افریقہ کے اکثر ممالک رفتہ رفتہ غربت کا شکار ہوتے گئے۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی　　اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

ایک طرف مغرب کے ٹھیکیداروں کی یہ سامراجی پالیسی پورے شدومد سے کام کررہی تھی تو دوسری طرف صومالیہ کی قوم مسلم آپسی خانہ جنگی میں ایسی دھت ہوگئی کہ اس کی متحدہ قوت پارہ پارہ ہوکر رہ گئی۔ آپسی خانہ جنگی کے نتیجہ میں گذشتہ اٹھارہ سال سے اب تک پانچ لاکھ افراد مارے جاچکے ہیں، تین لاکھ بیس ہزار لوگ ملک میں بے گھر ہوچکے ہیں اور تاہنوز خانہ جنگی کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

ادھر صومالیہ پر قدرت کی سخت مار بھی پڑی ہے۔ صومالی معیشت کا دارومدار چونکہ گلہ بانی اور زراعت پر تھا اور دونوں کا گہرا تعلق بارش سے ہے، اور چار مواسم میں بارش بالکل نہیں ہوئی جس کے باعث کھیتیاں خشک ہونے لگیں، پیداوار ختم ہوگئی، حیوانات مرنے لگے، نتیجتاً اموات عام ہوگئیں، آج بھوک کی شدت سے بچے اور بوڑھے تڑپ تڑپ کر مررہے ہیں، کتنے پیاس کی شدت سے مررہے ہیں کہ پانی پچاس کیلومیٹر کا فاصلہ طے کیے بغیر دستیاب نہیں، تعلیمی ادارے اور درسگاہیں ہیں بند ہوچکی ہیں، جنوبی صومال، شمالی کینیا، اور جنوبی ایتھوپیا کے علاقے قحط سالی سے زیادہ متاثر ہیں۔ دنیا کے کونے کونے بالخصوص خلیجی ممالک سے تعاون مل رہا ہے لیکن اموات کی شرح پر قابو پانا مشکل ہے کیونکہ آبادی کے تناسب سے تعاون میں ابھی بھی بہت کمی ہے، ایک وقت کے کھانے کی قیمت محض پندرہ فلس ہے جو آٹا تیل اور نمک پر مشتمل شوربا سے عبارت ہوتا ہے۔

عزیز قاری! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں کویت کی سرزمین پر خوشحال اور فارغ البال رکھا ہے، ہم اللہ تعالی کی عظیم نعمت میں پل رہے ہیں، اس نعمت کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ پاک کا شکر ادا کریں اور ان نعمتوں کی قدر کریں، اسراف اور فضول خرچی سے بال بال پرہیز کریں، ہمارے دسترخوان پر جتنے کھانے برباد ہورہے ہیں ان سے کتنے غرباء ومساکین کی کفالت ہوسکتی تھی، کیا خبر کہ کل ہماری بھی حالت وہی ہوجائے جو ہمارے کلمہ شریک صومالی بھائیوں اور بہنوں کی ہے، ہم الکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ ان بھائیوں کی بدحالی اور فاقہ کشی کے واقعات آئے دن دیکھتے اور سنتے بھی ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارے دل میں اسلامی اخوت کا احساس پیدا ہونا چاہیے، وہ ہمارے ہی جسم کا ایک عضو ہیں جو صدحیف معطل ہوتے جارہے ہیں، ہمیں ان کے درد کی ٹیس محسوس ہونی چاہیے، کیا ہم نے کبھی اس حدیث پر غور کیا: ''مومن کی مثال ایک دوسرے سے محبت، ہمدردی اور رحم دلی کے معاملہ میں ایک جسم کی طرح ہے جس کا کوئی ایک عضو مبتلائے درد ہو تو اس کی وجہ سے پورا جسم بخار اور بے خوابی کا شکار ہوجاتا ہے''۔ (مسلم)

جی ہاں! مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے، صومال میں اگر کوئی مسلمان بھوک اور پیاس کی شدت سے مررہا ہے تو ہم بھی اس کے ذمہ دار ہوں گے، کل قیامت کے دن اللہ تعالی ہم سے فرمائے گا: ''اے ابن آدم! میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، اے ابن آدم! میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا.....'' اس لیے اپنے دینی بھائیوں کی آہوں اور سسکیوں پر کان دھریں، ان کی مصیبت کا احساس کریں، کویت کی رفاہی کمیٹیاں ان کے لیے چندہ جمع کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں، جتنا میسر ہوسکتا ہو صومالی بھائیوں کے لیے اپنی حلال کمائی سے ضرور نکالیں، معمولی رقم کو حقیر نہ سمجھیں، آپ کی نظر میں معمولی ہوسکتی ہے لیکن اللہ کو کیفیت مطلوب ہے کمیت نہیں، اگر آپ ایک انسان کی جان بچالیتے ہیں تو گویا آپ نے ساری انسانیت کو زندگی عطا کی۔ زمین والوں پر رحم کریں آسمان والا آپ پر رحم کرے گا۔ رحمت عالم ﷺ کی یہ بشارت سنیں:

''جس مومن نے اپنے مومن بھائی کو پیاس میں پانی پلایا اللہ تعالی اسے قیامت کے دن مہر بلب جام پلائے گا، اور جس مومن نے اپنے مومن بھائی کو بھوک میں کھانا کھلایا اللہ پاک اسے بہشت کے پھل سے کھلائے گا اور جس مومن نے کسی مومن کو ننگا پن میں کپڑا پہنایا اللہ تعالی اسے جنت کے سبز جوڑے پہنائے گا''۔ (مسند احمد)

صفات عالم محمد زبیر تیمی
safatalam12@yahoo.co.in

SEPTEMPER 1279.indd 2　9/20/11 3:27 PM

والدین کے ساتھ حسن سلوک

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾

(سورۃ بنی اسرائیل 23.24)

ترجمہ: ''اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انھیں اُف تک نہ کہو۔ اور نہ ہی انہی جھڑکو اور ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے سامنے جھک کر رہو۔ اور ان کے حق میں دعا کیا کرو کہ اے میرے رب! ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں متعدد باتیں انتہائی توجہ کے قابل ہیں:

پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے فوراً بعد والدین کا حق ذکر فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح سب کا معبود ایک ہے اسی طرح ہر شخص کا ماں باپ بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ اور یہ ایک بڑی مناسبت ہے والدین کو خالقِ حقیقی کے ساتھ۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کو اپنے حق کے ساتھ ملا کر ذکر کیا۔ (اسعاد العباد، نواب صدیق حسن خانؒ ص 21) جبکہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ہی متصلاً والدین سے بہتر سلوک کا ذکر کیوں فرمایا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز کا پروردگار تو رب کائنات ہے، جس نے زمین بنائی، ہوا، پانی، سورج، چاند وغیرہ پیدا کئے، پھر بارش برسائی اور پھر انسان کی ساری ضروریات زندگی زمین سے وابستہ کر دیں..... پھر اس کے بعد انسان کی پرورش کا ظاہری سبب اس کے والدین کو بنایا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جس قدر مشکل سے انسان کا بچہ پلتا ہے کسی جانور کا بچہ اتنی مشکل سے نہیں پلتا..... ماں راتوں کو جاگ جاگ کر بچے کے آرام پر اپنا آرام قربان کرتی ہے۔ اور باپ بچہ اور اس کی ماں دونوں کے اخراجات برداشت کرتا ہے۔ پھر اس کی تربیت میں پورا تعاون کرتا ہے تب جا کر انسان کا بچہ بڑا ہوتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے والدین کے دل میں اپنی اولاد کے لیے بے پناہ محبت اور ایثار کا جذبہ نہ رکھ دیا ہوتا تو انسان کے بچہ کی کبھی تربیت نہ ہو سکتی تھی۔ اب اگر انسان اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں بے یار و مددگار چھوڑ دے اور ان کی طرف توجہ نہ کرے یا ان سے گستاخی سے پیش آئے تو اس سے زیادہ بے انصافی اور ظلم اور کیا ہو سکتا ہے!!'' (تیسیر القرآن ج2 ص577)

دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کرنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا ہے کہ وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جب بڑھاپے کو پہنچ جائے تو تمہیں ان کے حق میں پانچ باتوں کی پابندی کرنی ہے اور وہ یہ ہیں:

- پہلی یہ کہ تم انہیں اُف تک نہیں کہنا۔ اور اُف سے مراد ہر تکلیف دہ اور ناگوار قول و فعل ہے جس سے والدین کو ذہنی یا روحانی اذیت پہنچے۔ لہٰذا اولاد پر لازم ہے کہ والدین سے نرمی اور اچھے انداز سے بات کرے اور انہیں کوئی بری بات نہ سنائے حتیٰ کہ اُف تک نہ کہے کیونکہ یہ بھی ہلکے درجے کی گستاخی ہے۔ اور جب ہلکے درجے کی گستاخی جائز نہیں تو اس سے بڑی گستاخی بھی حرام ہے۔ (باقی صفحہ 14 پر)

حج وعمرہ کے فضائل وبرکات

افضل عمل: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: ''سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، کہا گیا کہ اس کے بعد؟ تو ارشاد ہوا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد؟ تو آپ نے فرمایا: حج مقبول۔'' (بخاری ومسلم)

گناہوں سے کلی طہارت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبہ کیوم ولدتہ أمہ ۔ ''جس نے حج کیا اور دوران حج اس سے نہ کوئی شہوانی فعل سرزد ہوا اور نہ ہی اس نے فسق وفجور (گناہ) کا ارتکاب کیا۔ وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹا گویا آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے۔'' (بخاری مسلم)

جنت کی بشارت: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ (بخاری ومسلم) ''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا ثواب تو جنت ہی ہے۔''

بوڑھوں، ضعیفوں اور عورتوں کا جہاد: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: نری الجھاد أفضل الأعمال أفلا نجاھد ''؟ ''ہم جہاد کو افضل اعمال میں سے سمجھتے ہیں تو کیا ہم (عورتیں) بھی جہاد نہ کریں۔'' اس پر نبی رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: لکن أفضل الجھاد حج مبرور ''تمہارے لیے افضل جہاد حج مبرور ہے''۔ (بخاری)

اللہ کے مہمان: حضرت ابوہریرۃ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تین قسم کے لوگ اللہ کے وفد (مہمان) ہیں۔ جہاد، حج اور عمرہ کرنے والے''۔ (نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان)

فریضۂ حج کی ادائیگی میں جلدی کرنا: جب کوئی اتنی رقم، حالات اور وسائل کا مالک ہو جائے جس سے وہ حج کر سکتا ہے تو اسے حکم ہے کہ وہ فوراً اس فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہو جائے۔ کیونکہ مسند احمد میں ارشاد نبوی ہے: تعجلوا الی الحج یعنی الفریضۃ فان أحدکم لا یدری مایعرض لہ من مرض أو حاجۃ ۔ (مسند احمد، ابن ماجہ، الطبرانی فی المعجم الکبیر) ''لوگو! حج کرنے میں جلدی کرو، اس لیے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص یہ نہیں جانتا کہ (آئندہ) اسے کیا (بیماری یا حاجت) پیش آنے والا ہے''۔

ترک حج پر وعید: جو شخص استطاعت کے باوجود اپنے دنیاوی مشاغل میں مصروف رہے اور جان بوجھ کر فریضۂ حج کی ادائیگی کو مؤخر کرتا جائے حتیٰ کہ اسی حالت میں اسے حج کئے بغیر ہی موت آجائے اس کے بارے میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔

سنن سعید بن منصور میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

''میں نے ارادہ کیا کہ ان شہروں کی طرف اپنے آدمی بھیجوں، وہ ہر اس آدمی کا پتہ چلائیں جس نے طاقت کے باوجود حج نہ کیا ہو تا کہ میرے آدمی ایسے لوگوں پر غیر مسلموں سے لیا جانے والا ٹیکس (جزیہ) نافذ کر دیں۔ اور آخر میں فرمایا: ما ھم بمسلمین، ماھم بمسلمین ''وہ مسلمان نہیں، وہ مسلمان نہیں''۔

SEPTEMPER 1279.indd 3 9/20/11 3:27 PM

ایمانیات
دوسری قسط

آیئے ! اپنے ایمان کو تازگی بخشیں

سید عبدالسلام عمری (کویت)
abdussalamsyed@ymail.com

(3) جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈے اور اعمال حب

رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان الرقی و التمائم و التولة شرک (مسند احمد) ''یقیناً جھاڑ پھونک' تعویذ گنڈے اور تولہ شرک ہے''۔

جھاڑ پھونک: بخار اور نظر لگنے کی صورت میں رسول ﷺ نے اسکی رخصت دی ہے۔ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ علماء نے تین شرائط کے ساتھ جھاڑ پھونک کو درست کہا ہے: ❁ یہ کہ وہ اللہ کے اسماء وصفات یا اس کے کلام پر مشتمل ہو ❁ عربی زبان میں ہو ❁ یہ یقین ہو کہ شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے، جھاڑ پھونک بذات خود کوئی اثر نہیں دکھا سکتا۔

تعویذ گنڈے: یہ کچھ پرزے ہوتے ہیں جنکو عرب اپنے بچوں کے گلے میں اور ہاتھ پر باندھتے تھے۔ اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ نظر بد سے اور بیماریوں سے بچاتے ہیں۔ ان چیزوں میں شفاء اور علاج کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اسلام نے ان سب چیزوں کو باطل قرار دیا۔ تعویذ لٹکانا یا اس قسم کی کسی دوسری چیز کو اپنے پاس رکھنا شرک ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا. من علق تمیمة فقد اشرک (مسند احمد) ''جس نے تعویذ گنڈے جیسی اشیاء لٹکایا اس نے شرک کا ارتکاب کیا''

تولہ: یہ الگ الگ چیزوں سے بنایا جاتا ہے۔ اور اسکے بارے میں یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اسکے کھلانے سے میاں بیوی کے درمیان محبت بڑھ جاتی ہے۔ یا کسی مرد یا عورت کو اپنی طرف کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت میں اس قسم کی دواؤں سے جسمانی کمزوری کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا اور یہ فعل سراسر شرک ہے کیونکہ دلوں کا جوڑنے والا اور پھیرنے والا صرف اللہ تعالی ہے۔

(4) جادو اور ستاروں کا علم:

﴿وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ (سورۃ البقرۃ:102) ''اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اسکے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں''۔ جادو بھی اس وقت تک کسی کو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک اللہ کی مشیت اور اسکا اذن نہ ہو۔ اس لیے اس کے سیکھنے کا فائدہ کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جادو سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کو کفر قرار دیا ہے۔ حسن بصریؒ نے فرمایا: جادوگر کا کوئی دین نہیں اور یہ آیت جادو کو حرام قرار دیتی ہے اور اس طرح تمام انبیاء کرام کے نزدیک بھی یہ حرام ہے۔ ارشاد ربانی ہے ﴿إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾ (طٰہٰ: 69) ''انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ سب جادوگروں کے کرتب ہیں۔ اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا''

جادو کئی قسم کا ہوتا ہے' کبھی رسی کو سانپ بنایا جاتا ہے۔ کبھی میاں بیوی کے مابین دوری پیدا کی جاتی ہے۔ اور یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب اللہ تعالی اپنے بندے کو آزمانا چاہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا:

''سات ہلاک کردینے والی چیزوں سے بچو' صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو.....''۔ (بخاری ومسلم)

بجالہ بن عبید اللہ سے بخاری میں روایت ہے کہ عمر بن الخطاب ؓ نے لکھا کہ اقتلوا کل ساحر و ساحرة'' ہر ایک جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کردیا جائے'' تو ہم نے حکم کی تعمیل میں تین جادوگروں کو قتل کیا۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ شراب پینے والا، جادو کو سچ ماننے والا، رشتہ داری کو توڑنے والا''۔ (مسند احمد)

ستاروں کا علم: امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا۔ ستاروں کا علم یعنی آسمان کے تاروں کو دیکھ کر زمین میں رونما ہونے والے واقعات وحوادث کا پتہ لگانا۔

بخاری میں قتادہؒ کا قول ہے: ''اللہ تعالی نے تین مقاصد کی خاطر ستارے بنائے ہیں، آسمان کی زینت، رہنمائی کا ذریعہ اور شیطان کو سنگسار کرنے کے لیے، اسکے علاوہ ستاروں کے بارے میں کوئی اور تاویل کرنا چاہے تو سراسر گمراہی ہوگی۔ اور اس چیز کے پیچھے وقت کو ضائع کرنا ہوگا۔ جنہیں خود اسکا علم نہیں ہے۔ لیکن اللہ کے احکام سے بے خبر عوام نے ان سے غیب کا علم حاصل کرنے (کہانت) کا ڈھونگ رچالیا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں جو فلاں ستارے کے وقت نکاح کرے گا تو یہ ہوگا۔ فلاں ستارے کے وقت سفر کرے گا تو ایسا ہوگا، فلاں ستارے کے وقت پیدا ہوگا تو ایسا ہوگا وغیرہ۔ یہ سب ڈھکوسلے ہیں اور اکثر اوقات ان کے مفروضے غلط ثابت ہوتے ہیں۔

خطابیؒ نے فرمایا: ستاروں کا علم جس سے منع کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ علم رکھنے کا دعوی کرنے والے کہتے ہیں کہ مستقبل میں رونما ہونے والے حوادث کا علم ان کو ستاروں کے ذریعہ پہلے ہی سے ہوجاتا ہے۔ مثلاً ہواؤں کا چلنا، برسات کا آنا، قیمتوں کا بدلنا، اور اسکے اوقات وغیرہ اور یہ سمجھتے ہیں کہ آسمان کے ان ستاروں کا زمین میں رونما ہونے والے واقعات سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ درحقیقت علم غیب اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

(5) نذر اور دعا:

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ﴾ (البقرۃ:270) ترجمہ: تم جتنا کچھ خرچ کرو اور جو کچھ نذر مانو' اسے اللہ تعالی بخوبی جانتا ہے''۔ نذر کا مطلب ہے کہ میرا فلاں کام ہوگیا یا فلاں ابتلاء سے نجات مل گئی تو میں اللہ کی راہ میں اتنا صدقہ کرونگا۔ اس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی نافرمانی یا ناجائز کام کی نذر مانی ہے تو اسکا پورا کرنا ضروری نہیں، نذر بھی نماز و روزہ کی طرح عبادت ہے۔ اس لیے اللہ کے سوا کسی اور کے نام کی نذر ماننا گویا اسکی عبادت کرنا ہے جو شرک ہے۔ جیسا کہ آج کل قبروں پر، درگاہوں پر نذر و نیاز کا یہ سلسلہ عام ہے۔ اللہ ہم سب کو شرک سے بچائے۔

جو نذر اللہ سے مانی جاتی ہے۔ اسکے پورا نہ کرنے کی صورت میں اس شخص کو چاہیے کہ 10 مسکینوں کو کھانا کھلائے، یا کپڑا پہنائے یا ایک غلام آزاد کرے، اگر ان میں سے کسی کی استطاعت نہ ہو تو تین دن کا روزے رکھے۔ ارشاد ربانی ہے: '' اسکا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے، جب کہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو''۔ (سورۃ المائدۃ:89)

دعا: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: الدعا هو العبادة (ابوداؤد) ''دعا ہی عبادت ہے۔'' چنانچہ کسی بھی انسان کے لیے خاص کر مسلمان کے لیے یہ زیب نہیں دیتا اور جائز بھی نہیں کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر یا اسکے ساتھ کسی کو شریک بنا کر دعا مانگے۔ چاہے وہ نبی مرسل کیوں نہ ہو، یا ملک مقرب کیوں نہ ہو، جو ایسا کرتے ہیں اسکے تعلق سے اللہ تعالی فرماتا ہے:

''جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو، وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں۔ اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے۔ بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف صاف انکار کرجائیں گے۔''

(سورۃ الفاطر 13، 14) (جاری)

SEPTEMPER 1279.indd 4 9/20/11 3:27 PM

اطلاعاتی ٹکنالوجی اور مدارس اسلامیہ

احتشام الحق
shaz_bazmi@yahoo.co.in

عصر حاضر میں جن ٹکنالوجیوں کو فروغ حاصل ہوا ہے ان میں اطلاعاتی ومواصلاتی ٹکنالوجی کا بڑا حصہ ہے۔اس نے زندگی کے اکثر شعبوں کو متاثر کیا ہے۔ عالمی گاؤں (گلوبل ویلیج) کا تصور دراصل اسی کا رہین منت ہے۔اس نے زندگی کے اکثر شعبوں کے دائروں کو وسیع کیا ہے تو بہت سی وسعتوں کو محدود کر کے بھی رکھ دیا ہے۔مختصر وقت میں اطلاعات ومعلومات کا حصول آسان ترین ہوگیا ہے۔ ان تمام شعبوں میں تعلیم کا شعبہ سب سے زیادہ مستفید ہوا ہے۔ برقی آموزش E-Learning کا نیا دروازہ بھی اسی کے ذریعہ کھلا ہے جس نے طالب علم کو روایتی استاد سے بے نیاز کر دیا ہے۔ وہ تمام تر تعلیمی خصوصیتیں جو ایک استاد کے ذریعہ حاصل کی جانے والی تعلیم میں ہوتی ہیں اس برقی آموزش میں مہیا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ باریک سے باریک نکات کی وضاحت کی جاتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے چند خرابیاں بھی تعلیمی نظام میں پیدا ہوئی ہیں لیکن اس کی افادیت ان پر غالب ہے۔

یہ نئی ٹکنالوجی مدارس اسلامیہ کے لیے بھی نئے دروازے کھولتی ہے۔ اپنے اندر اس کی بقا، فروغ اور استحکام کی اہلیت رکھتی ہے۔بس ضرورت ہے اس ذریعہ کو اپنانے اور اپنی ضرورت کے مطابق ڈھالنے کی۔

مدارس کی اپنی تعلیمی روایت رہی ہے۔ان میں مختلف فنون اور کتابوں کے ماہر اساتذہ ہوئے ہیں جن کی اپنی تدریسی خصوصیتیں اور لیاقتیں تھیں۔ان کے بعد پھر ان خصوصیتوں کی حامل شخصیات ان مدارس ہی میں نہیں جن میں یہ حضرات تھے بلکہ دوسرے مدرسوں میں بھی پیدا نہیں ہوئیں۔یہی وجہ ہے کہ مدارس میں اچھے اساتذہ کا جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پر نہیں ہو رہا ہے۔ظاہر ہے کہ تدریس کا اپنا مخصوص طریقہ اور ڈھنگ ہوتا ہے جو کتابوں میں سمیٹا نہیں جاسکتا ہے۔اب بھی مدارس میں مختلف فنون اور کتابوں کے پڑھانے والے طاق اور منفرد اساتذہ موجود ہیں۔شاید ان کے بعد وہ خصوصیتیں دوسروں میں نہیں پیدا ہوں۔اگر ہم چاہیں تو اب ان کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر سکتے ہیں۔اس سے ان کے استفادہ کا دائرہ وسیع ہوجائے گا اور کسی خاص مدرسہ کے استاد کی خدمت تمام مدارس کے لیے عام ہوجائے گی۔اس طرح ہم خرچ میں علوم اور لیاقتوں کی ترسیل کر سکیں گے اور افراد کی صلاحیتوں سے زیادہ کام لیا جاسکے گا۔اطلاعاتی ٹکنالوجی ہمیں اس کی سہولت فراہم کرتی ہے۔

بہت اچھی بات یہ ہے کہ یہ ٹکنالوجی اتنی سستی ہے جتنی اشیائے خورد ونوش بھی نہیں۔اس لیے اس میں



بہت بڑے سرمائے کی ضرورت نہیں ہے۔بس سنجیدگی سے اس کی طرف توجہ کی جائے تو بہت سہل ہے۔

طریقۂ کار:

عام طور پر ہر بڑے چھوٹے مدرسہ میں کوئی نہ کوئی استاد اپنے فن میں نمایاں خصوصیت کا حامل ہوتا ہے۔ان کے دروس کا آڈیو اور ویڈیو کارڈ تیار کیا جائے۔ دروس کو مباحث کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے۔ ان کو سیڈیوں اور ڈی وی ڈی کے ذریعہ عام کیا جائے۔اس طرح ایک مدرسہ میں محدود خدمت کا دائرہ اتنا وسیع ہوجائے گا جہاں تک اس زبان کے جاننے والے موجود ہوں گے۔

تعلیمی میدان میں انٹرنیٹ نے بہت اچھا کردار ادا کیا ہے۔عصری تعلیم کے ہر موضوع کا ہر جزء انٹرنیٹ پر موجود ہے جہاں تک کسی بھی طالب علم کی رسائی آسان ہوگئی ہے۔دلچسپ بات تو یہ ہے کہ عام طور پر ایسی خدمات مفت مہیا کی گئیں ہیں۔ اس کے علاوہ برقی آموزش کا ذریعہ بھی یہی ہے۔ انٹرنیٹ پر مختلف تعلیمی اداروں کی جانب سے مختلف فنون کے برقی کورس موجود ہیں۔موجودہ وقت میں جب تعلیم کا دائرہ وسیع ہوگیا ہے نیز فاصلاتی تعلیم اور برقی تعلیم کی طرف رجحان بڑھنے لگا ہے، بہت سے لوگ اقتصادی پسماندگی کی وجہ سے روزگار سے جڑ جانے کے بعد بھی اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ مدارس کو بھی اس جانب سوچنے اور اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہوسکتا ہے ایسے مواقع پیدا ہوجانے کے بعد عصری تعلیم کے فیض یافتہ بھی دینی تعلیم حاصل کرنا چاہیں تو انہیں یہ ذریعہ مہیا ہوگا۔اس سے ظاہر ہے مہارت تو حاصل نہیں ہوگی۔مگر کم از کم یہ دین کے بارے میں بنیادی معلومات کے ساتھ دین سے ایک وابستگی کا ذریعہ تو بنے گا۔

اس کے علاوہ جو آڈیو ویڈیو کارڈ کئے جائیں انہیں بھی مباحث کے اعتبار سے انٹرنیٹ پر ڈال دیا جائے تاکہ مدارس کے طلبہ کے ساتھ اسکالرس اور دوسرے وہ تمام حضرات جنہیں خاص موضوع سے متعلق معلومات حاصل کرنی ہو استفادہ کر سکیں۔

جدید موضوعات نے مدارس یا مذہبی تعلیم کے لیے فکر واجتہاد کے نئے دروازے کھولے ہیں۔ مدارس کو ان پر توسیعی خطبات کا انتظام کرنا چاہیے جنہیں عام کرنے میں یہ ممد ومعاون ہوگا۔

انٹرنیٹ پر علم الفرائض کے مسائل کو اس طرح ترتیب دے کر رکھا جاسکتا ہے کہ اس میں اپنے مسائل لکھ کر اس کا حل حاصل کیا جاسکتا ہے۔اس سے جہاں عام لوگ مستفید ہوں گے وہیں مدارس کے طلبہ اس فن کو سیکھنے کے لیے استفادہ کر سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ کا ذریعہ سرمایہ کا حاجت مند ضرور ہے جو مدارس اسلامیہ کے لیے ذرا مشکل ہے۔لیکن اس جانب سنجیدگی سے اقدام کیا جائے گا تو اس کا انتظام بھی ہو ہی جائے گا۔اور بہت سے اہل خیر حضرات اس کے اخراجات برداشت کرنے کے لیے کمر بستہ ہوں گے۔

SEPTEMPER 1279.indd 5 9/20/11 3:28 PM

انسانی زندگی پر فکرِ آخرت کے اثرات

مولانا محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)



دنیا کی بے ثباتی

ایک مومن جن چھ باتوں پر ایمان رکھتا ہے، ان میں سے ایک آخرت کا دن بھی ہے، جس کے بارے میں وہ اس حقیقت پر ایمان ویقین رکھتا ہے کہ اسے اس دنیا سے ایک دن کوچ کرنا ہے، اور اللہ کے دربار میں پیش ہونا ہے جہاں اس کا بھرپور حساب لیا جائے گا، اگر اس نے ذرہ برابر بھی نیک عمل کیا ہوگا تو اس کی جزا پائے گا اور اگر اس نے رتی برابر بھی برا کام کیا ہوگا تو اس کی سزا بھگتے گا۔

اسی وجہ سے وہ دنیا کو دار فانی اور آخرت کو دار البقاء سمجھتا ہے اور اس کو آباد کرنے کے لیے ہر قسم کی کوشش اور ہمہ قسم کے جتن کرتا ہے، اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں کئی جگہوں پر دنیا کی بے ثباتی بیان فرما کر اسے دھوکے کا سامان قرار دیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''تم سب جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا، زیب و زینت، آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا، اور مال و دولت اور اولاد میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہے، اس کی مثال اس بارش کی ہے جس سے اگنے والی فصل کسانوں کو خوش کر دیتی ہے پھر وہ پک کر زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے'' (حدید:20)

دنیا کی بے ثباتی کی وجہ سے ہی رسول اکرم ﷺ نے اپنی بے شمار احادیث میں امت کی توجہ آخرت کی طرف دلائی ہے، فرمان نبوی ہے:

''عقل مند آدمی وہ ہے جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا اور ایسے کام کئے جس کا فائدہ اسے موت کے بعد ملے گا۔'' (بخاری)

آپ ﷺ نے انسانی حرص کو لگام دیتے ہوئے فرمایا:

''انسان ہمیشہ یہ کہتا رہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے اور یہ میرا مال ہے، حالانکہ سوائے تین چیزوں کے کوئی اس کا مال نہیں ہے 1) جو کچھ کھا کر ختم کر دیا۔ (وہ اس کا ہے، کیونکہ اس کھانے کے مزے اس نے اس دنیا میں لیے) 2) جو کچھ پہن کر پرانا کر دیا۔ (وہ اس کا ہے، کیونکہ اس لباس سے اس نے اس دنیا میں زیب وزینت اختیار کی) 3) اور جو کچھ (اچھا یا برا) عمل کر کے توشۂ آخرت تیار کر لیا (وہ اس کا ہے، کیونکہ اس کی جزا یا سزا اس کو آخرت میں ملے گی) اس کے سوا جو کچھ ہے وہ (وارثوں کو) جانے والا، اور لوگوں کے لیے چھوڑ کر مرنے والا ہے۔'' (متفق علیہ)

''اگر انسان کے پاس سونے کی دو وادیاں بھی ہوں پھر بھی اس کی چاہت ہوگی کہ کاش اسے تیسری بھی مل جاتی۔ انسان کی (حرص) کے پیٹ کو سوائے (قبر کی) مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔'' (بخاری)

موت ایک اٹل حقیقت

دنیا میں صرف موت ہی ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کو ہر انسان تسلیم کرتا ہے اور جس میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ہے، کافر تو اسے اپنی زندگی کا اختتام سمجھتا ہے، جب کہ مسلمان اسے آخرت کی زندگی میں داخل ہونے کا دروازہ، اور رب کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور اپنے اعمال کی جزا یا سزا پانے کا ایک ذریعہ سمجھتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ''ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، تو جو شخص آتش جہنم سے دُور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔''

(آل عمران:185)

موت سے کسی کو کوئی مفر نہیں، دنیا میں کوئی ایسی پناہ گاہ نہیں جو انسان کی موت سے حفاظت کر سکے، اہل دنیا نے ہر بیماری کے علاج کے متعلق کافی پیش رفت کی ہے، لیکن موت کے سامنے سب بے بس ہیں:

''تم کہیں بھی رہو موت تو تمہیں آ کر ہی رہے گی خواہ مضبوط سے مضبوط قلعوں میں ہی رہو۔'' (النساء:78)

روئے زمین پر انسانوں میں اگر کسی کو زندہ رہنے کا حق ہوتا تو اس کے سب سے زیادہ مستحق، حبیب رب العالمین، ساقی حوض کوثر، شافع روز محشر، رسول اکرم ﷺ ہوتے، لیکن آپ بھی اس دنیائے رنگ وبو سے رب کی رحمت میں چلے گئے۔

اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''دنیا میں اس طرح رہو جیسے تم اجنبی ہو یا مسافر، صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو، اور شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو، اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر لو، اور اپنی صحت کو غنیمت جان لو اپنی بیماری سے پہلے اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔'' (بخاری)

یعنی دنیا کو وطن نہ بنانا کہ تم میں اس میں عرصہ دراز تک رہنے کی آرزو پیدا ہو جائے، اس سے صرف اتنا ہی شغف وتعلق رکھنا جتنا کہ ایک اجنبی شخص، جو کہ اپنے اہل وعیال کے پاس لوٹنا چاہتا ہے، اجنبی ملک سے رکھتا ہے، اور ہمیشہ اپنی موت وآخرت کی یاد میں رہنا۔ بقول شاعر

فکر عقبیٰ کی کر، آج ہی بے خبر
کل نہ کر کل کا کوئی بھروسہ نہیں

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے: ''تم لذتوں کو پاش پاش کرنے والی چیز کو بکثرت یاد کیا کرو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: یارسول اللہ! وہ کونسی چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ موت ہے۔'' (متفق علیہ) نیز فرمایا:

''تم قبرستان کی بار بار زیارت کرو، اس لیے کہ یہ عمل تمہیں موت کی یاد دلاتا ہے'' (بخاری)

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان کو عبرت حاصل کرنے کے لیے قبرستان سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں۔

دنیا کے متعلق مومن کا کردار

بندۂ مومن دنیا سے اپنا دل نہیں لگاتا، وہ اپنی ساری توجہ آخرت پر مرکوز رکھتا ہے، گذر اوقات کے لیے وہ ضرور محنت مزدوری کرتا ہے، تجارت وزراعت اور دنیا کے تمام حلال اور جائز ذرائع استعمال کر کے ایک باوقار زندگی گذارتے ہوئے بھی آخرت کو کبھی نہیں بھولتا، رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہمیشہ اس کی نظروں میں رہتا ہے کہ: ''اگر دنیا اللہ تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو پینے کی خاطر ایک گھونٹ پانی بھی نہیں ملتا۔'' (ترمذی)

دنیا سے عدم رغبتی اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ایک عظیم ذریعہ ہے۔ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جسے میں اگر سرانجام دوں تو مجھ سے اللہ بھی محبت

SEPTEMPER 1279.indd 6 9/20/11 3:28 PM

کرے اور لوگ بھی محبت کریں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا، لوگوں کے پاس جو کچھ مال ومتاع ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ تو لوگ تمہیں چاہنے لگیں گے۔'' (صحیح۔ابن ماجہ)

یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام نے دنیا سے لو نہیں لگائی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک عظیم صحابی ہیں، ان کی دنیا سے بے رغبتی کا عالم یہ تھا کہ جو کچھ دن میں کماتے شام ہونے سے پہلے ہی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے، عالم یہ تھا کہ رہنے کے لیے سوائے ایک جھونپڑی، سفر کے لیے ایک اونٹنی، اور خدمت کے لیے ایک غلام کے سوا کوئی دنیا نام کی چیز پاس نہیں تھی، ایک دن غلام نے تنگی اور عسرت کی زندگی سے پریشان ہو کر تنگ آ کر کہا: ''حضرت! آپ کی خیرات پاتے پاتے لوگ مالدار ہو گئے، لیکن آپ کا عالم یہ ہے کہ رہنے کے لیے ایک اچھا مکان تو بنا لیجئے۔ تو اس مرد حق آگاہ نے جواب دیا: ''میں اپنے دنیا کے گھر کو اس لیے اجاڑ رہا ہوں تا کہ آخرت کا گھر آباد ہو جائے''۔

(صفۃ الصفوۃ :لابن جوزی)

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے تو انہوں نے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ذرا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کچھ اوصاف بیان کریں، انہوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے معاف کر دیں گے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ بیان کرتے جائیں۔ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے جہاں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بے شمار خصائل محمودہ کا تذکرہ فرمایا، وہیں یہ بھی بیان کیا:

''ایک مرتبہ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ تہجد کی نماز ختم کر چکنے کے بعد سجدہ میں سر رکھ کر اس طرح تڑپ رہے تھے جیسے وہ شخص تڑپتا ہے جسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو، اور فرما رہے تھے اے دنیا! کیا تو مجھے اپنا فریفتہ بنانا چاہتی ہے؟ کیا مجھے اپنی محبت میں گرفتار کرنا چاہتی ہے؟ جب کہ میں نے تجھے تیسری طلاق بھی دے دی ہے۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رونے لگے اور پھر فرمایا: اللہ کی قسم! علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس سے بھی کہیں زیادہ عظیم تھے جتنا کہ آپ نے بیان کیا''۔

(حلیۃ الاولیاء)

انسانی زندگی پر فکر آخرت کے اثرات

جب انسان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اسے روزِ محشر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو وہ دن کا اجالا ہو یا رات کا اندھیرا، کسی کو دھوکہ نہیں دے گا، جھوٹ نہیں کہے گا، بے وفائی نہیں دکھائے گا، اور موجودہ دنیا میں جو کچھ برائیاں ہیں ان سے اپنا دامن بچا کر رکھے گا، فکر آخرت رکھنے والے کچھ اللہ کے نیک بندوں کے واقعات ہدیۂ قارئین ہیں جو ہمارے لیے درس آموز ہیں:

حضرت عبداللہ بن دینار کہتے ہیں: ''میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ کے لیے روانہ ہوا، راستے میں ایک چرواہا ایک پہاڑی کی ڈھلوان سے اترتا ہوا نظر آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے آزمانے کے لیے کہا: ''اے چرواہے! ان بکریوں میں سے ایک مجھے فروخت کر دے، اس نے کہا: ''میں مالک نہیں غلام ہوں'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کوئی بات نہیں، مجھے فروخت کر کے اپنے مالک سے کہہ دے کہ اس بکری کو بھیڑئے نے کھا لیا'' اس پر چرواہے نے کہا: فَأَيْنَ اللهُ حضرت! تو پھر اللہ کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے، اور اس کے ساتھ چل کر اس کے مالک سے بات کی اور اسے خرید کر آزاد کر دیا اور فرمایا: ''تیرے ایک لفظ نے تجھے دنیا میں غلامی سے نجات دلایا ہے اور مجھے امید ہے کہ یہی لفظ آخرت میں بھی تجھے دوزخ کے عذاب سے نجات دلائے گا''۔

امام غزالی رحمہ اللہ احیاء علوم الدین میں لکھتے ہیں:

''امام یونس بن عبید رحمہ اللہ کپڑوں کا کاروبار کرتے تھے، آپ کی دوکان میں مختلف قسم کے لباس، چادریں اور جوڑے تھے، ان میں سے کچھ کی قیمت چار سو درہم اور کچھ کی دو سو درہم تھی، آپ نے نماز پڑھنے کے لیے مسجد جاتے ہوئے دوکان میں اپنے بھتیجے کو چھوڑا اور اسے تمام کی قیمتیں بھی سمجھا دیں، اس دوران ایک بدو شخص آیا، اس نے چار سو درہم کا ایک جوڑا مانگا، لڑکا چالاک تھا اس نے اسے دو سو درہم والا جوڑا دکھایا، اس نے اسے پسند کر لیا اور خوشی خوشی چار سو درہم ادا کر کے چلا گیا، راستے میں اسے یونس بن عبید رحمہ اللہ مل گئے، انہوں نے اس کپڑے کو پہچان لیا جو ان کی دوکان سے خریدا گیا تھا، آپ نے اس بدو سے پوچھا: ''تم نے اسے کتنے میں خریدا'' کہا: چار سو درہم میں، آپ نے فرمایا:

''یہ دو سو درہم سے زیادہ کا نہیں ہے، اس لیے تم اسے واپس کر آؤ'' اس نے کہا: ''حضرت! یہ ہمارے ہاں پانچ سو درہم کا ملتا ہے اور میں نے اسے اپنی خوشی سے خریدا ہے آپ نے فرمایا: ''میرے ساتھ واپس چلو، اس لیے کہ دین میں خیر خواہی کا مقام دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے'' پھر آپ اپنی دوکان پر آئے اور اسے دو سو درہم واپس کیا، اپنے بھتیجے کو خوب ڈانٹا پھٹکارا، اس سے جھگڑا کیا اور فرمایا: " کیا تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آئی؟ کیا تم میں کچھ بھی اللہ کا خوف نہیں؟ اصل قیمت کے برابر فائدہ کھاتے ہو اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی نہیں کرتے؟''

(تربیۃ الاولاد فی الاسلام)

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ اپنی مشہور کتاب ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' میں لکھتے ہیں:

''انگریزی عملداری کی ابتدا کا واقعہ ہے کہ ضلع مظفر نگر کے قصبہ کاندھلہ میں ایک جگہ پر ہندو اور مسلمانوں میں تنازعہ ہوا کہ یہ ہندوؤں کا معبد ہے یا مسلمانوں کی مسجد؟ انگریز مجسٹریٹ نے فریقین کے بیانات سننے کے بعد مسلمانوں سے تخلیہ میں پوچھا کہ کیا ہندوؤں میں کوئی ایسا شخص ہے جس کی صداقت پر آپ اعتماد کر سکتے ہیں اور جس کی شہادت پر فیصلہ کر دیا جائے؟ انہوں نے کہا: ''ہمارے علم میں ایسا کوئی شخص نہیں، ہندوؤں سے پوچھا تو انہوں نے کہا: ''یہ بڑی آزمائش کا موقعہ ہے، معاملہ قومی ہے، لیکن پھر بھی ایک مسلمان بزرگ ہیں جو کبھی جھوٹ نہیں بولتے، شاید وہ اس موقعہ پر بھی سچی ہی بات کہیں'' یہ بزرگ مفتی الٰہی بخش صاحبؒ (تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ خلیفہ حضرت سیّد احمد شہیدؒ) کے خاندان کے ایک بزرگ تھے، مجسٹریٹ نے ان کے پاس چپراسی بھیج کر عدالت میں طلب کیا، انہوں نے فرمایا کہ: ''میں نے قسم کھائی ہے کہ فرنگی کا منہ کبھی نہ دیکھوں گا'' مجسٹریٹ نے کہا ''آپ میرا منہ نہ دیکھیں، لیکن تشریف لے آئیں، معاملہ اہم ہے، اور آپ کے یہاں تشریف لائے بغیر فیصلہ نہیں ہو سکتا'' وہ بزرگ تشریف لائے اور پیٹھ پھیر کر کھڑے ہو گئے، معاملہ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا اور دریافت کیا گیا کہ آپ کا اس بارے میں کیا علم ہے؟، ہندوؤں اور مسلمانوں کی نگاہیں ان کے چہرے پر ہیں اور کان ان کے جواب پر لگے ہوئے تھے، جس پر اس اہم معاملے کا فیصلہ ہونا ہے۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ: ''صحیح بات تو یہ ہے کہ جگہ ہندوؤں کی ہے، مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔'' عدالت کا فیصلہ ہو گیا، جگہ ہندوؤں کو مل گئی، مسلمان مقدمہ ہار گئے، لیکن اسلام کی اخلاقی فتح ہوئی، صداقت اور اسلامی اخلاق کے ایک مظاہرے نے چند گز زمین کھو کر بہت سے غیر مسلم انسانوں کے ضمیر اور دل ودماغ جیت لیے، بہت سے ہندو اسی دن ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔'' (کتاب مذکور: صفحہ 360)

افسوس فکر آخرت کی یہ تابناک مثالیں کتابوں میں ہی باقی رہ گئی ہیں، رہا مسلم معاشرہ تو وہ مسلمانانِ درگور ''اسلام کتابوں میں اور مسلمان قبروں میں'' کی زندہ مثال بن کر ساری دنیا میں زوال وذلت کی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

SEPTEMPER 1279.indd 7 9/20/11 3:28 PM

غیر مسلموں میں دعوت کا طریقۂ کار

ترجمہ: علاء الدین عین الحق مکی (کویت)
abusafia1996@yahoo.com

الحمد لله رب العالمين والصلاة السلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين وبعد!

اللہ سبحانہ تعالی نے نبی کریم محمد ﷺ کو داعی، جنت کی خوش خبری سنانے والا اور جہنم سے ڈرانے والا بنا کر دنیائے انسانیت کے لیے مبعوث فرمایا، چنانچہ آپ کی پوری پیغمبرانہ زندگی اس ذمہ داری کے احساس اور ادائیگی سے پر ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ''اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور انکار و بدعملی کے نتائج سے آگاہ کرنے والا اور اللہ کی اجازت سے اس کی طرف لوگوں کو بلانے والا اور روشن آفتاب کی حیثیت سے بھیجا ہے۔ (سورہ احزاب آیت نمبر 45-46)

اس طرح رسول ﷺ نے رسالت کی تبلیغ کرتے ہوئے، دینی امانت کو ادا کرتے ہوئے، امت کو نصیحت وتذکیر کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں پوری پوری جدوجہد کرتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی اور اپنے رفیق اعلی سے جاملے۔ اس کے نتیجے میں پورا جزیرۂ عرب عقیدۂ توحید کا فرماں بردار وعلمبردار ہوگیا، اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے اپنے پیچھے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک ایسا پاکیزہ گروہ چھوڑا جو آپ کے طریقے پر تاحیات عمل پیرا رہے اور بالشت کے برابر بھی اس سے انحراف نہ کیا، اور انفرادی طور پر یا اجتماعی سطح پر اسلام کی روشنی کو جزیرۂ عرب سے باہر لوگوں تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، حتی کہ خشکی اور صحراؤں کی بھی کوئی پرواہ نہ کی اور تبلیغ دین کی خاطر اپنی جان جوکھم میں ڈال دیا اور اسی ذمہ داری کی ادائیگی میں بہت سے صحابہ کرام ؓ نے اپنے ملک سے باہر دور دراز ممالک میں موت کی آغوش میں ابدی نیند سو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بیشک انھوں نے دعوت دین کی خاطر اپنے گھروں کو خیر باد کیا اور ہر چیز کی قربانی دی، انہیں نفوس قدسیہ کے نقش قدم کی پیروی تابعین نے بھی کی چنانچہ بہتیرے ممالک فتح کیے اور ساری دنیا میں پھیل گئے۔ آج بھی ان کے کارنامے اور ان کے نشانات دنیا کے گوشے گوشے میں اس کے واضح ثبوت ہیں۔

بردران اسلام: آج جبکہ ان بزرگوں کی کوششوں کے بدلے آپ دین اسلام اور عقیدۂ توحید کی نعمت سے مالا مال ہیں دنیا کی اکثر وبیشتر قومیں آپ کے پاس خود چل کر کام کے لیے آتے ہیں، آپ کی باتیں سنتے ہیں اور دنیوی مال ومتاع سے پورا پورا فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔

کیا آپ نے اس نکتہ پر غور کیا کہ پوری دنیا میں نظریاتی وتہذیبی کشمکش بہت گرم ہوگئی ہے اور ہر نظریے کے علمبردار اپنے نظریے کی تبلیغ کررہے ہیں اور اس کے لیے بھاری رقم بھی خرچ کررہے ہیں۔ انھوں نے اپنے ذرائع ابلاغ کو اس پر لگادیا ہے اور معیاری بحث وتحقیق کے شعبے قائم کررکھے ہیں۔

یقیناً آپ اس حقیقت سے واقف ہیں اور آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ دین اسلام ایک عالمگیر دین ہے جو تمام انسانیت کو اپنا پیغام دینا چاہتا ہے، تمام پیغمبروں کا دین یہی اسلام ہی ہے اور تمام انسانیت کے دین کے طور پر اللہ تعالی نے اسے ہی پسند کررکھا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''بے شک اللہ تعالی کے نزدیک اسلام ہی دین ہے''۔ (آل عمران 19) اور فرمایا: ''اور جو کوئی اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین اختیار کرلے اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا'' (آل عمران 85) اور یہ بھی فرمایا: ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا اور اپنی نعمت پوری کردی اور اسلام کو دین کے طور پر پسند کرلیا''۔ (سورۂ مائدہ آیت نمبر 3)

اللہ تعالی کو دین اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین مقبول نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان اس بات کا پورا یقین رکھتا ہے کہ غیر مسلم اپنے طور طریقے اور افکار وادیان کے اختلاف کے باوجود سب کے سب اسلام کی دعوت کے مخاطب ہیں جو عقیدۂ توحید کی طرف دعوت دیتا ہے، یہی وہ عقیدہ ہے جس کی دعوت تمام انبیاء ورسل نے اپنی اپنی قوم کو دی ہے اور ان سے اس بارے میں لڑائی اور جھگڑے کی نوبت بھی پیش آئی ہے۔

ایک دوسرے اعتبار سے غور کیا جائے تو اسلام ہی دین کامل ہے جو تمام سفینۂ زندگی کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہتا ہے، خواہ سماجی زندگی ہو یا معاشی اور سیاسی۔ اس طرح دین اسلام روئے زمین پر بسنے والے تمام لوگوں کے لیے خواہ وہ کالے ہوں یا گورے، عربی ہوں یا عجمی ایک عالمی پیغام ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ انسان چاہے اس کا مقام ومرتبہ جو بھی ہو اور اس کا تعلیمی وسماجی رتبہ جیسا بھی ہو وہ دین اسلام سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دعوت دین کا کام امت مسلمہ کے لیے شرف اور فضیلت کی بات ہے کیونکہ انسانیت کو صراط مستقیم کی دعوت دے کر آدمی اپنا شمار اس عظیم مقصد نبوت ورسالت میں کراتا ہے جس کے لیے انبیاء ورسل کی بعثت عمل میں آئی اور اس ذمہ داری کی ادائیگی سے انسان اس بڑے مقصد اور شرط کی تکمیل کرتا ہے جس سے خیر امت کے مقام کو وابستہ کیا گیا ہے: ''تم ہی وہ بہترین گروہ ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالی پر ایمان رکھتے ہو'' (آل عمران 110) اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد خواہ مرد ہو یا عورت انفرادی طور پر ان کی ذمے داری ہے کہ دین اسلام کی دعوت کا فریضہ انجام دیں اور اس کی صفت سے متصف ہوں جس سے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ متصف تھے۔

اس طویل تمہید کے بعد فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر دعوت دین کا طریقہ کیا ہے؟

پہلی بات: سب سے پہلے بنیادی بات تو یہ ہے کہ آپ کو خود کو ایک نمونہ اور اسوہ کے طور پر پیش کرنا ہوگا، اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کی زندگی مبارک ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے، جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ بعثت سے پہلے صادق اور امین کی حیثیت سے مشہور ومعروف تھے اور نبوت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد آپ قرآن کریم کا چلتا پھرتا اخلاقی نمونہ تھے، جیسا کہ عائشہ ؓ نے فرمایا، اس وجہ سے آپ ﷺ اپنے رب کریم کی تعریف کے حقدار ٹھہرے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ''اور آپ عظیم اخلاق کے منصب پر فائز ہیں''۔ (سورۂ قلم 1)

اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کے لیے سخت وعید نازل فرمایا جن کے قول اور فعل میں تضاد ہو: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ مت کہو وہ بات جو کرو نہیں'' (سورہ صف 2-3)

اور یہ بھی ''تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کے لیے کہتے ہو، مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو۔ کیا تم عقل سے بالکل کام نہیں لیتے؟'' (سورۃ البقرۃ 44)

ایک مسلمان خاص طور پر ایسا آدمی جسے اللہ تعالی نے فہم وشعور کی نعمت سے نوازا ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ اپنے علم سے مستفید ہو اور دوسروں کو بھی اس سے فائدہ پہنچائے۔

اور اس میں دو رائے نہیں کہ چند اوصاف ایسے ہیں جن پر

SEPTEMPER 1279.indd 8 9/20/11 3:28 PM

ایک مسلمان کا آراستہ ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ اپنے دوسرے بھائیوں کے لیے وہ نمونہ بن سکے اور وہ جب اسے دیکھیں تو یہ محسوس کریں کہ یہ شخص ایک چلتا پھرتا اسلام ہے۔ ان اوصاف میں سے بطور مثال ایک یہ بھی ہے کہ داعی اپنی زندگی کو دین اسلام کے احکام کا پابند بنائے اور اوامر ونواہی پر عمل کرنے کی پوری پوری کوشش کرے۔

دوسری بات: ایک انتہائی اہم بات یہ بھی ہے جس کی حیثیت داعی کے لیے بنیادی اور نازک محرک کی ہے، داعی اپنے ہر کام میں خواہ تصنیف وتالیف کا میدان ہو یا خطابت اور تقریر کا یا گفتگو، مذاکرہ اور علمی بحث ومباحثہ ہو۔ ہر کام میں پیارا اور پسندیدہ انداز اختیار کرے، اپنے پیارے اسلوب سے بڑے سے بڑا ہدف اور مقصد کو کم سے کم خرچ، لاگت اور تھوڑے وقت میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ایک آدمی جب اپنے خیالات ونظریات اور اصولی باتوں کو پرکشش انداز میں پیش کرتا ہے جس سے کہ دوسروں کے دلوں میں اسلام کے لیے جگہ بنائی جاسکے تو یقیناً وہ اس سے قریب ہونگے اور نفرت کے راستے کو چھوڑیں گے۔ ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ لوگوں کو ان کے شعور وعقل کے اعتبار سے مخاطب کیا جائے۔ چنانچہ عام لوگوں سے فلسفہ ومنطق کے انداز میں گفتگو نہ کی جائے اور نہ ہی اپنے دل پسند لوگوں سے جذباتی انداز میں جو حجت اور عقلی دلیل سے خالی ہو گفتگو کی جائے۔

اور انسانی فطرت یہ ہے کہ آدمی اس سے حجت کرتا ہے جو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے بلکہ بسا اوقات آدمی سخت انداز کے ردعمل میں تکبر، ضد اور نفرت پر اتر آتا ہے، نرمی کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی مداہنت، ریاکاری اور نفاق سے کام لے۔ بلکہ یہ نرمی، نصح وخیر خواہی اور بھلائی کی باتوں میں استعمال ہو جس سے کہ دلوں کے بند دروازے کھلیں اور سینے میں کشادگی پیدا ہو۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر موسیٰ وہارون علیہما السلام سے تلقین کرتے ہوئے کہا ہے:

ترجمہ: ''تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک وہ سرکشی پر اتر آیا ہے اور اس سے نرم باتیں کرو تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے یا اس کے دل میں ڈر پیدا ہو'' (طہ 43-44)

تیسری بات: مدعو کی پہچان اور اس کے نظریات وتصورات کی واقفیت حاصل کرنا: کیونکہ اس طریقہ سے اس کے دل میں گھر کرنے کے لیے راستہ ہموار ہوتا ہے۔ دراصل ایک مسلمان کا کام بیماری کی تشخیص کرنا اور پھر اس کے لیے دوا وعلاج پیش کرنا ہے، اسے اس انتظار میں نہیں رہنا چاہیے کہ دوسرے لوگ اپنے علاج کے لیے اس کے پاس چل کر آئیں گے بلکہ اسے خود ہی ان کے پاس چل کر جانا چاہیے اور اس کے لیے خاص مواقع اور تقریبات جیسے شادی وغیرہ کا وقت منتخب کرنا چاہیے

چوتھی بات: ایک داعی کے لیے نہایت ضروری ہے کہ دعوتی موضوعات میں عقیدۂ اسلامی کو بنیادی اہمیت دے اور کوشش کرے کہ مدعو کے قلب وذہن میں ایمان باللہ کا بیج اچھی طرح بودے، اور یہ بھی کوشش کرے کہ مدعو کے ذہن نشین کردے کہ اللہ ہی پیدا کرنے والا، روزی دینے والا، زندہ رکھنے والا اور موت سے دوچار کرنے والا ہے اور یہ بھی کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور حساب وکتاب بھی ہونے والا ہے جہاں نیکوکار اپنی نیکی کا اچھا بدلہ پائے گا اور بدکار اپنی بدی کے برے نتیجہ سے دوچار ہوگا۔ اس لیے عقیدۂ اسلامی کے بارے میں گفتگو کرنا اور اس کی روح اور لازمی بنیادی امور کو اجاگر کرتے رہنا داعی کی دعوت کی بنیاد ہے اور یہ ایسی ذمہ داری ہے کہ اس کی طرف برابر توجہ دلانا ضروری ہے، اور کبھی بھی اس سے بے پرواہی نہیں برتنا چاہیے۔ کیونکہ دین اسلام میں اس کی حیثیت بنیادی ستون کی ہے۔ جب یہ بنیاد مضبوط ہوجائے اور مدعو حضرات پورے طور پر قبول کرلیں تو پھر داعی کے لیے مخاطب کو اسلامی احکام، تقاضے اور دیگر جزئیات سے مطمئن کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

اسی طرح اس کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ایک داعی جب مسلمانوں کی موجودہ صورتحال کے بارے میں گفتگو کرے تو اس کی پوری وضاحت کردے کہ مسلمان آج جو مغلوبیت، پسماندگی اور آپسی اختلاف وانتشار کی زندگی جی رہے ہیں اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دوری۔

اور اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ مدعو کو جب عقیدۂ اسلامی کی بنیادوں کا پورا شعور ہوجائے اور وہ کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے شرائط سے پوری طرح واقف ہوجائے تو پھر اسے دیگر اسلامی اصول اور اس کی تعلیمات سے آگاہ کرنا نہ صرف یہ کہ آسان ہوجائے گا بلکہ یہ چیز اسے قرآن کریم کے زبانی یاد کرنے میں بھی مدد کرے گی۔

پانچویں بات: مسلمان کو دعوتی کام میں تاکیدی طور پر صبر کا حکم دیا گیا ہے، اسے اپنی دعوتی کوششوں کے ثمرات ونتائج دیکھنے کی لیے جلد بازی سے ہرگز کام نہ لینا چاہیے۔ اور اسی طرح اسے ناامیدی اور کسی وہم اور غلط فہمی کا بھی شکار نہیں ہونا چاہیے کہ اس کی کوششیں بارآور نہیں ہورہی ہیں اور اس دعوتی کاز میں صبر کا لازمی تقاضا ہے کہ جہاں نصیحت کرنا ضروری ہو وہاں اس میں کوتاہی نہ برتے اور ایسے موقع پر حق بات ہی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے جو بیباکانہ انداز میں کہی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اے نبی! آپ کہہ دو حق تمہارے رب کی طرف سے آیا ہے، اب جو چاہے اسے اختیار کرے کہ ایمان لائے یا کفر کا رویہ اپنائے۔'' (سورۂ کہف 29)

چھٹی بات: ایک مسلمان سے اللہ کی راہ میں قربانی مطلوب ہے۔ وقت کی قربانی، محنت اور جدوجہد کی قربانی، ذہن کو فری کرنے کی قربانی، سماجی مقام ومنصب کی قربانی، اپنے روشن مستقبل اور کیریئر کی قربانی، ارمان وآرزوؤں اور امیدوں کی قربانی۔ اپنی ان تمام محبوب چیزوں کی قربانی میں سلف صالحین کو نمونہ بنانا چاہیے۔ جنہوں نے دعوت کی راہ میں قربانی کی خوشگوار مثالیں قائم کیں ہیں۔ اس لیے بعد کی نسل کے لیے یہی بہتر ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنے کی کوششیں کریں، مسلمانوں کو تاریخ میں اپنا نام درج کرانے کے لیے ضروری ہے کہ قربانی کی صفت اپنے اندر پیدا کریں، کیونکہ اس صفت سے خالی ہونے کا صاف مطلب ہے کہ ان کے اندر دنیا کی حقیر چیز کے لیے دل میں تڑپ پیدا ہوگئی ہے۔

قربانی کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اسلام کے مفاد کو اپنی ہر چیز پر ترجیح دے خواہ حالات جیسے بھی ہوں۔ کاروبار اور خرید وفروخت، اللہ کی یاد، نماز قائم کرنے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے غافل نہیں کرسکتے۔

مسلمانوں کے دلوں میں دینی جذبے کی کوئی کمی نہیں ہے، اسی طرح دنیا میں اسلام جس تخریب کاری اور گمراہ کن پروپیگنڈہ سے دوچار ہے اس سے بھی وہ خوش نہیں ہیں، اسلام کے لیے ان کے دلوں میں تڑپ ہے مگر انہیں ایسے داعی کی ضرورت ہے جو انہیں صحیح رہنمائی کرسکے اور صراط مستقیم کی کھول کھول کر وضاحت کرسکے۔

برادر عزیز: کیا ہی خوش نصیبی کی بات ہے کہ آپ ایسے حالات میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے آگے آئیں، اس طرح آپ ان خطرات کو دور کرنے میں حصہ لیں گے جن سے پوری دنیا میں اسلام اور مسلمان دوچار ہیں۔

دعوت کے میدان میں چند فائدہ مند کتابیں:

۱۔ دعوت اور اوصاف داعی (شیخ ابن باز)
۲۔ دعاۃ کی حالات زندگی (الہبی الخولی)
۳۔ دعاۃ کی حالات زندگی (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی)
۴۔ طریقۂ دعوت (عبدالبدیع صقر)
۵۔ دعوت (مناع القطان)
۶۔ تاریخ دعوت وعزیمت (مولانا ابوالحسن علی الندوی)
۷۔ دعوت اور دعاۃ کی ڈائری (حسن البناء)

SEPTEMPER 1279.indd 9 9/20/11 3:28 PM

صرف اسلام کی پیروی کیوں؟

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائک

تمام مذاہب لوگوں کو اچھے کام کرنے کی تعلیم دیتے ہیں، پھر ایک شخص کو اسلام ہی کی پیروی کیوں کرنی چاہیے؟ کیا وہ کسی دوسرے مذہب کی پیروی نہیں کرسکتا؟

جواب: تمام مذاہب بنیادی طور پر انسان کو صحیح راہ پر چلنے اور برائی سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ لیکن اسلام ان سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ ہمیں صحیح راہ پر چلنے اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے برائی کو خارج کرنے میں عملی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام انسانی فطرت اور معاشرے کی پیچیدگیوں کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اسلام خود خالق کائنات کی طرف سے رہنمائی ہے، اسی لیے اسلام کو دین فطرت، یعنی انسان کا فطری دین کہا گیا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب کا بنیادی فرق درج ذیل امور سے واضح ہوتا ہے:

اسلام اور ڈاکہ زنی کا تدارک

تمام مذاہب کی تعلیم ہے کہ ڈاکہ زنی اور چوری ایک برا فعل ہے۔ اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے، پھر اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ اسلام اسکی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ کہ ڈاکہ زنی اور چوری برا کام ہے، ایسا سماجی ڈھانچا بھی فراہم کرتا ہے جس میں لوگ ڈاکے نہیں ڈالیں گے۔ اس کے لیے اسلام درج ذیل انسدادی اقدامات تجویز کرتا ہے:

زکوٰۃ کا نظام: اسلام انسانی فلاح کے لیے زکوٰۃ کا نظام پیش کرتا ہے۔ اسلامی قانون کہتا ہے کہ ہر وہ شخص جس کی مالی بچت نصاب، یعنی 85 گرام سونے یا اس کی مالیت کو پہونچ جائے تو وہ ہر سال اس میں سے اڑھائی فیصد اللہ کی راہ میں تقسیم کرے۔ اگر ہر امیر شخص ایمانداری سے اس پر عمل کرے تو اس دنیا سے غربت، جو ڈاکہ زنی کی اصل محرک ہے، ختم ہوجائے گی اور کوئی شخص بھی بھوک سے نہیں مرے گا۔

چوری کی سزا: اسلام چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتا ہے۔ سورۃ مائدہ (آیت 38) میں ہے: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُواْ أَيْدِيَهُمَا جَزَاء بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّهِ وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

''چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ اللہ کی طرف سے ان دونوں کے کئے ہوئے جرم کی سزا ہے۔ اور اللہ بہت طاقتور اور بہت حکمت والا ہے۔''

اس پر غیر مسلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ''20 ویں صدی میں ہاتھ کاٹے جائیں؟ اسلام تو ایک ظالم اور وحشیانہ مذہب ہے۔'' لیکن اس کی یہ سوچ سطحی اور حقیقت سے بعید ہے۔

عملی نفاذ: امریکہ کو دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے وہاں جرائم، چوری، ڈکیتی وغیرہ کی شرح بھی سب سے زیادہ ہے۔ فرض کریں کہ امریکہ میں اسلامی شریعت نافذ کی جاتی ہے اور ہر امیر آدمی نصاب کے مطابق، یعنی 85 گرام سونے سے زائد مال پر ہر سال زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور ہر چور کا ہاتھ سزا کے طور پر کاٹ دیا جاتا ہے تو کیا امریکہ میں چوری اور ڈکیتی کی شرح بڑھ جائے گی، کم ہوجائے گی یا اتنی ہی رہے گی؟ یقیناً یہ کم ہوگی۔ مزید برآں یہ سخت قانون ممکنہ چوروں کو ارتکاب جرم سے روکنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

میں اس بات سے متفق ہوں کہ اس وقت دنیا میں چوری کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اگر قطع ید کی سزا نافذ کی گئی تو لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کے ہاتھ کٹیں گے۔ لیکن یہ نکتہ پیش نظر رہے کہ جونہی آپ اس قانون کو نافذ کریں گے، چوری کی شرح فوری طور پر کم ہوجائے گی، تاہم اس سے پہلے اسلام کا نظام زکوٰۃ کارفرما ہو اور معاشرے میں صدقات و خیرات اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور غریبوں اور ناداروں کی مدد کا جذبہ فراواں ہو اور پھر سزاؤں کا نظام نافذ ہو تو چوری کرنے والا چوری کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا کہ وہ اپنا ہاتھ کٹنے کا خطرہ مول لے رہا ہے۔ عبرتناک سزا کا تصور ہی ڈاکوؤں اور چوروں کی حوصلہ شکنی کرے گا۔ بہت کم لوگ چوری کریں یا ڈاکہ ڈالیں گے، پھر چند ہی عادی مجرموں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور لاکھوں لوگ چوری اور ڈکیتی کے خوف کے بغیر سکون سے رہ سکیں گے۔ اس طرح اسلامی شریعت کے عملی نفاذ سے خوشگوار نتائج برآمد ہوں گے۔

عورتوں کی عصمت دری کا سدباب

تمام بڑے مذاہب کے نزدیک عورتوں سے چھیڑ چھاڑ اور



ان کی عصمت دری ایک سنگین جرم ہے۔ اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے، پھر اسلام اور دوسرے مذاہب کی تعلیمات میں فرق کیا ہے؟ فرق اس حقیقت میں مضمر ہے کہ اسلام محض عورتوں کے احترام کی تلقین ہی نہیں کرتا اور خواتین سے چھیڑ چھاڑ اور ان کی عصمت دری جیسے سنگین جرائم سے نفرت ہی نہیں کرتا بلکہ اس امر کی بھرپور رہنمائی بھی کرتا ہے کہ معاشرے سے ایسے جرائم کا خاتمہ کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے آپ درج ذیل زریں اصول ملاحظہ کیجیے:

مردوں کے لیے حجاب: اسلام کے حجاب کا نظام اپنی مثال آپ ہے۔ قرآن مجید پہلے مردوں کو حجاب کا حکم دیتا ہے اور پھر عورتوں کو۔ مردوں کے حجاب (پردہ) کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ (سورۃ النور 30)

''(اے نبی!) مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور اللہ ان تمام باتوں سے بخوبی واقف ہے جو وہ کرتے ہے۔''

اسلام کہتا ہے کہ ایک شخص کسی غیر محرم عورت کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ فوراً اپنی نگاہیں نیچی کرلے۔

عورتوں کے لیے حجاب: عورتوں کے حجاب کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے: ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ (سورۃ النور 31)

''(اے نبی) مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں

SEPTEMPER 1279.indd 10 9/20/11 3:29 PM

نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی نمائش نہ کریں سوائے اس کے کہ جو از خود ظاہر ہو۔ اور ان کو چاہیے کہ اپنے سینوں پر اوڑھنیاں ڈالے رکھیں۔''

اور اگر عورتیں چاہیں تو وہ ان اعضاء کو بھی ڈھانپ سکتی ہیں، تاہم بعض علماء اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ چہرہ ڈھانپنا بھی لازم ہے۔ (اور یہی موقف قرین صواب ہے، کیونکہ چہرہ بھی پردہ کے حکم میں داخل ہے اس کو چھپانا ضروری ہے، اس لیے کہ چہرہ ہی مظہر حسن و جمال ہے [ادارہ])۔

حفاظتی حصار: اللہ تعالیٰ حجاب کا حکم کیوں دیتا ہے؟ اس کی وضاحت سورۃ احزاب کی مندرجہ ذیل آیت میں کی گئی ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ (سورۃ الاحزاب 59)

''اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں (جب وہ باہر نکلیں) یہ (بات) ان کے لیے قریب تر ہے کہ وہ (حیادار مومنات کے طور پر) پہچانی جائیں اور انہیں ایذا نہ دی جائے (کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کر سکے) اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔''

قرآن کے مطابق حجاب کا حکم عورتوں کو اس لیے دیا گیا ہے کہ وہ باحیا عورتوں کے طور پر پہچانی جا سکیں اور چھیڑ چھاڑ سے محفوظ رہیں۔

ایک مثال سے وضاحت: فرض کریں، دو جڑواں بہنیں ہیں، دونوں خوبصورت ہیں اور ایک گلی میں جا رہی ہیں۔ ان میں سے ایک اسلامی حجاب میں ہے، جبکہ دوسری منی سکرٹ میں ملبوس ہے۔ نکڑ پر کوئی بدمعاش کھڑا کسی لڑکی کو چھیڑنے کا منتظر ہے۔ وہ کس سے چھیڑ چھاڑ کرے گا؟ اسلامی حجاب میں ملبوس لڑکی سے یا منی سکرٹ میں ملبوس لڑکی سے؟ ایسا لباس جو جسم کو چھپانے کے بجائے نمایاں کر دے وہ بالواسطہ طور پر مخالف جنس کو چھیڑ چھاڑ اور بدکاری کی دعوت دیتا ہے، لہٰذا قرآن صحیح کہتا ہے کہ حجاب، یعنی پردہ عورت کو چھیڑ چھاڑ سے محفوظ رکھتا ہے۔

عصمت دری کرنے والے کے لیے موت کی سزا: اسلامی شریعت عصمت دری کرنے والے کی سزا موت قرار دیتی ہے۔ غیر مسلم خوفزدہ ہوں گے کہ اتنی بڑی سزا! بہت سے لوگ اسلام کو وحشی اور ظالمانہ مذہب قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ سوچ غیر حقیقت پسندانہ

> **اسلام بہترین طرز زندگی ہے کیونکہ اس کی تعلیمات محض نظریاتی ہی نہیں بلکہ وہ انسانیت کو درپیش مسائل کا عملی حل بھی پیش کرتی ہیں۔**

ہے۔ میں نے یہ عام سوال سینکڑوں غیر مسلموں سے پوچھا ہے کہ فرض کیجیے خدانخواستہ کوئی آپ کی بیوی، آپ کی ماں یا آپ کی بہن کی عصمت دری کرے اور آپ کو منصف بنایا جائے اور جرم کرنے والے کو آپ کے سامنے لایا جائے۔ آپ اس کے لیے کیا سزا تجویز کریں گے؟ سب نے کہا: ''ہم اسے قتل کر دیں گے۔'' اور کچھ اس حد تک گئے کہ ''ہم اس کے مرنے تک اسے تشدد سے تڑپاتے رہیں گے۔'' اب اگر کوئی اس کی بیوی یا بیٹی یا آپ کی ماں کی عصمت دری کرے تو آپ اس مجرم کو قتل کرنا چاہیں گے۔ لیکن جب کسی اور کی بیوی، بیٹی یا ماں کی عصمت دری کی جاتی ہے تو مجرم کے لیے سزائے موت کو وحشیانہ کیوں کہا جاتا ہے؟: آخر یہ دوہرا معیار کیوں؟۔

امریکہ میں عصمت دری کے روز افزوں واقعات: امریکہ کو دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا ہے۔ 1990ء کی ایف بی آئی کی رپورٹ کے مطابق عصمت دری (Rape) کے 1,02,555 مقدمات درج کئے گئے۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ صرف 16 فیصد مقدمات کا اندراج ہوا یا ان کی رپورٹ کی گئی۔ یوں 1990ء میں پیش آمدہ عصمت دری کے واقعات کی اصل تعداد معلوم کرنے کے لیے 16/100 یعنی 6.25 سے ضرب دی جائے تو وہ 6,40,968 بنتی ہے۔ اور اگر اس کی مجموعی تعداد کو سال کے 365 دنوں سے تقسیم کیا جائے تو روزانہ اوسط 1,756 نکلتی ہے۔

بعد کی ایک اور رپورٹ کے مطابق امریکہ میں اس برس عصمت دری کے اوسطاً 1900 واقعات روزانہ پیش آئے۔ امریکی محکمہ انصاف کے نیشنل کرائم سروے بیورو کے اعداد و شمار کے مطابق صرف 1996ء میں آبروریزی کے 3,07,000 واقعات کی رپورٹ کی گئی اور یہ اصل تعداد کا صرف 13 فیصد تھی۔ اس طرح عصمت دری کے واقعات کی اصل تعداد 9,90,332 بنتی ہے جو دس لاکھ کے قریب ہے۔ گویا امریکہ میں اس سال ہر 32 سیکنڈ کے بعد عصمت دری کا واقعہ پیش آیا۔ ہوسکتا ہے اب امریکہ میں ایسے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کرنے والے اور دلیر ہو گئے ہوں۔ 1990ء کی ایف بی آئی کی رپورٹ کے مطابق وہاں عصمت دری کے جتنے واقعات کی رپورٹ کی گئی ان کے مجرموں میں سے صرف 10 فیصد گرفتار کئے گئے جو زانیوں کی کل تعداد کا صرف 1.6 فیصد تھے۔ اور گرفتار شدگان میں سے بھی 50 فیصد کو مقدمے کی نوبت آنے سے پہلے ہی چھوڑ دیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف 0.8 فیصد مجرموں کو مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسرے لفظوں میں اگر ایک شخص 125 مرتبہ یہ جرم کرتا ہے تو اسے صرف ایک بار سزا ملنے کا امکان ہے۔ ایک دوسری رپورٹ کے مطابق 50 فیصد لوگ جن کو ان مقدمات کا سامنا کرنا پڑا انہیں ایک سال سے بھی کم قید کی سزا سنائی گئی۔ اگرچہ امریکی قانون کے مطابق ایسے جرم کے مرتکب افراد کی سزا سات سال قید ہے مگر پہلی دفعہ ایسا گھناؤنا جرم کرنے والے کے ساتھ جج نرمی کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ ذرا تصور کریں کہ ایک شخص 125 دفعہ یہ جرم کرتا ہے اور اس کے مجرم ٹھہرائے جانے کا امکان ایک فیصد ہوتا ہے اور اس میں بھی نصف مرتبہ جج نرمی کا رویہ اختیار کرتے ہوئے اسے ایک سال سے بھی کم کی سزا دیتا ہے۔

اسلامی شریعت کی برکت: فرض کریں امریکہ میں اسلامی شریعت کا نفاذ کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی عورت کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اپنی نگاہ نیچی کر لیتا ہے۔ اور ہر عورت اسلامی حجاب، یعنی پردے میں رہتی ہے اور اس کا پورا جسم سوائے ہاتھوں اور چہرے کے ڈھکا ہوتا ہے۔ اس صورت حال کے باوجود اگر کوئی کسی کی عصمت دری کرتا ہے اور مجرم کو سزائے موت دی جاتی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح عصمت دری کی شرح بڑھ جائے گی، وہی رہے گی یا کم ہو جائے گی؟ یقیناً شرح کم ہو جائے گی اور یہ اسلامی شریعت کے نفاذ کا بابرکت نتیجہ ہوگا۔

اسلام میں تمام مسائل کا عملی حل

اسلام بہترین طرز زندگی ہے کیونکہ اس کی تعلیمات محض نظریاتی ہی نہیں بلکہ وہ انسانیت کو درپیش مسائل کا عملی حل بھی پیش کرتی ہیں، لہٰذا اسلام انفرادی اور اجتماعی سطحوں پر بہتر نتائج حاصل کرتا ہے۔ اسلام بہترین طرز زندگی ہے کیونکہ یہ قابل عمل عالمگیر مذہب ہے جو کسی ایک قوم یا نسل تک محدود نہیں، اسی لیے دوسرے مذاہب کے مقابلے میں صرف اسلام ہی ایسا دین ہے جس کو اپنا کر انسان اپنی شاہراہ حیات بالکل سیدھی بنا کر اخروی زندگی میں کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتا ہے۔ اور اخروی کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے۔

SEPTEMPER 1279.indd 11 9/20/11 3:29 PM

الوصایا المهمة المأثورة عن حکیم الأمة

تحریر: ڈاکٹر ولید العلی (کویت)
ترجمہ: مولانا عبدالخالق مدنی (کویت)

آخری قسط

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی گراں مایہ پند ونصائح

مال کی محبت فطری چیز ہے لیکن سعادتمندی یہ ہے کہ مال کو آخرت سنوارنے کے لیے خرچ کیا جائے:

سلف صالحین کی پند ونصائح سے استفادہ کرنے والے لوگ اس حقیقت کا بخوبی ادراک کر لیتے ہیں کہ مال کی محبت فطری امر ہے۔ اور وہ شخص سعادت مند ہے جس کا مال اس کی اخروی کامیابی کے لیے کام آئے اور وہ شخص بے نصیب اور نا مراد ہے جس کا مال اعمال صالحہ میں رکاوٹ کا باعث بنے۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے تھے: اللھم انی اعوذ بک من تفرقة القلب ''اے اللہ! میں دل کے منتشر ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، آپ سے دریافت کیا گیا کہ دل کے منتشر ہونے سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: أن یجعل لی فی کل واد مال کہ میرے ہر وادی میں مال ہو یعنی دل چہار سو بکھرے ہوئے مال کی فکر میں مشغول رہے گا اور اعمال صالحہ کرنے میں کوتاہی ہوگی۔

مال کی بہتات دل کی پریشانی اور آخرت میں حساب کے لیے پیشی (پریشانی) کا سبب بنتی ہے:

مال خورد ونوش اور لباس اور سواری ہی کا نام تو ہے۔ (یعنی مال کے ذریعہ آسائشیں اور زیب وزینت حاصل کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مالدار لوگ بھی کھاتے اور پیتے ہیں اور ہم بھی کھاتے اور پیتے ہیں، وہ بھی لباس پہنتے ہیں اور ہم بھی پہنتے ہیں، وہ بھی سواری پر سوار ہوتے ہیں اور ہم بھی سواری کرتے ہیں۔ ان کے پاس اس سے زائد اموال بھی ہیں جسے وہ بھی دیکھتے ہیں اور ہم بھی دیکھتے ہیں، لیکن انہیں زائد اموال کا حساب دینا پڑے گا اور ہم اس حساب سے بری ہیں۔''

مال جمع کرنے کی حرص اور ضروری اخراجات میں بخل کرنا:

کیا ایسے آدمی کے لیے دولت کی فراوانی سودمند ہوسکتی ہے جو کہ مال جمع کرنے میں تو بڑا حریص ہو لیکن جب اس سے واجبی اور ضروری اخراجات کا مطالبہ کیا جائے تو وہ ہاتھ کھینچ لے اور بخیلی کا مظاہرہ کرے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اس شخص کے لیے ہلاکت وبربادی ہے جو ہمیشہ مال اکٹھا کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے، اور دیوانوں کی طرح اپنا منہ اسی حرص وطمع میں کھولے رہتا ہے، لوگوں کے مال ودولت کو دیکھ کر تو اس کے منہ میں پانی آجاتا ہے۔ اور اسے اللہ تعالی کے بے حد وحساب خزانے نظر نہیں آتے۔ اس کے بس میں ہو تو مال کی حرص وطمع میں دن رات ایک کردے۔ اس کے لیے ہلاکت وتباہی ہے سخت ترین حساب سے اور شدید ترین عذاب سے۔''

کبھی موت وآخرت کو یاد کیا؟

کیا ہم نے کبھی سوچا کہ ہمارے آباء واجداد کہاں گئے؟ کیا ہم کبھی موت کا تصور ذہن میں لائے اور آخرت کے لیے کچھ تیاری کی ہے؟ حضرت راشد بن سعدؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے! تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا:

''تم خوشحالی میں اللہ تعالی کو یاد رکھو وہ پریشانی اور تنگدستی میں تمہارا خیال رکھے گا۔ اور جب فوت شدگان کو یاد کرو تو خود کو انہی میں شمار کرو اور جب دل میں دنیا کی کسی چیز کی رغبت یا خواہش پیدا ہو تو اس کے انجام پہ نگاہ ڈال لیا کرو''۔

اللہ تعالی تمہیں دیکھ رہا ہے۔

آخرت کی یاددہانی کے وسائل میں سے ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ انسان خلوص نیت سے اس طرح اللہ تعالی کی عبادت کرے جیسا کہ وہ اللہ تعالی کو اپنے سامنے پاتا ہے چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''أعبد اللہ کأنک تراہ وعد نفسک فی الموتی، و ایاک دعوة المظلوم واعلم أن قلیلا یغنیک خیر من کثیر یلھیک، و أن البر لا یبلی و أن الاثم لا ینسی''۔

> ''تم خوشحالی میں اللہ تعالی کو یاد رکھو وہ پریشانی اور تنگدستی میں تمہارا خیال رکھے گا۔''

ترجمہ: ''(کامل توجہ کے ساتھ) اللہ تعالی کی یوں عبادت کر گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اور خود کو فوت شدگان میں ہی شمار کر (آج نہیں تو کل جانے ہی والے ہو) مظلوم کی بددعا سے بچ، اور اس بات پر یقین رکھ کہ بقدر کفایت تھوڑا مال اس زیادہ مال سے کہیں بہتر ہے جو تم کو اللہ کی یاد سے غافل کردے، اور نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی اور گناہ کبھی فراموش نہیں کیا جاتا''۔

گردش لیل ونہار عمر کو گھٹا رہی ہے:

کیا آپ کو خبر ہے کہ دنوں کا گزرنا اور مہینوں کا ختم ہونا عمر کو کریدنے والی کدال اور قصر عمر کو منہدم کرنے والی کلہاڑی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اے ابن آدم! زمین کے سینے پر جتنا بھی گھوم پھر لو بالآخر یہی زمین قبر بننے والی ہے۔ اے ابن آدم! تو ایام زندگی سے عبارت ہے، جیسے کوئی دن گزر جاتا ہے تیرا ایک حصہ ختم ہو رہا ہے، اے ابن آدم! ماں کے بطن سے تیری ولادت کے وقت سے لے کر تیری عمر گھٹتی ہی جا رہی ہے''۔

یہ اٹھتے ہوئے جنازے!!

کیا دوسروں کی موت سے درس عبرت لیا اور صبح وشام جنازوں میں شرکت نے کبھی آپ کو جھنجوڑا ہے؟

حضرت شرحبیلؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب کوئی جنازہ دیکھتے تو فرماتے:

''تم صبح کو چلے ہم شام آئے، تم شام کے وقت کوچ کر رہے ہو اور ہم صبح کو تمہارے پیچھے آنے ہی والے ہیں۔ جنازوں میں شرکت بڑی پراثر نصیحت ہے لیکن بھول بھی بہت جلد جاتی ہے۔ کفی بالموت واعظا ''موت ہی نصیحت کرنے کے لیے کافی ہے''۔ لوگ یکے بعد دیگرے جا رہے ہیں، اور جو باقی ہیں انہیں بھی لمبی لمبی امیدیں نہیں باندھنی چاہئیں''۔

موت کی یاد خوشیاں بھلا دیتی اور دل سے حسد کو مٹا دیتی ہے۔

جو شخص اپنے دل میں ہمیشہ موت اور انجام آخرت کی یاد تازہ رکھتا ہے وہ اپنے اعمال کی کثرت کے فریب میں مبتلا نہیں ہوتا اور نہ اس پر اتراتا ہے اور اس کے دل میں کسی

SEPTEMPER 1279.indd 12 9/20/11 3:29 PM

کے بارے میں حسد کا شائبہ بھی باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں:

من أكثر ذكر الموت قلّ فرحه و قلّ حسده

''یعنی جو موت کو اکثر یاد کرتا ہے اس کی خوشیاں کم ہو جاتی ہیں اور اسکے دل سے حسد کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں''

فتنوں کے دور میں جائے امان:

سلف صالحین کی وصایا میں سے بہترین وصیت یہ بھی ہے کہ انسان دنیا کی فتنہ سامانیوں سے بچنے کے لیے زیادہ تر وقت اپنے گھر میں گزارے کیونکہ اس سے انسان کی سمع و بصر اور زبان فضولیات سے محفوظ رہتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابولدرداءؓ فرماتے ہیں:

نِعْمَ صومعةُ المرءِ المسلمِ بيته ، يكف لسانَه و فرجَه و بصرَه و اياكم و مجالس الأسواق فانها تلهى و تلغى یعنی مسلمان کے لیے محفوظ ترین جگہ اس کا گھر ہے، جو اس کی زبان، عفت و عصمت، اور نگاہ کی حفاظت کرتا ہے، اور جہاں تک بازار کی مجالس کا تعلق ہے تو یہ انسان کو غافل کرتی اور لغویات میں الجھاتی ہیں''۔

اہل خانہ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینے کا ذریعہ: جو شخص گھر میں زیادہ تر وقت گزارنے کو لہو ولعب کی مجالس اور فضولیات میں وقت برباد کرنے والی محافل پر ترجیح دیتا ہے' اس کے اس اہتمام سے اس کے اہل خانہ نماز کے احکام سے آگاہی حاصل کرتے اور اس کی پابندی کرتے، دعا کرتے، ادب اور سلیقہ سیکھتے ہیں چنانچہ ام الدرداءؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوالدرداءؓ کے 360 دوست تھے جن سے وہ اللہ کے لیے محبت کرتے تھے اور نماز میں ان کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔ میں نے ایک دن ان سے اس دعا کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے پاس دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اس کی ہر دعا پر کہتے جاتے ہیں ولک بمثل'' اللہ تعالی آپ کو بھی اسی کی مثل عطا کرے''۔ تو کیا میں فرشتوں کی دعائیں حاصل کرنے کی کوشش نہ کروں؟''

جو شخص اپنا زیادہ تر وقت اپنے گھر میں اہل وعیال کے ساتھ گزارتا ہے وہ اپنے قول وعمل کے ذریعے اپنے اہل خانہ کی تہذیب وتربیت میں مثالی کردار ادا کرتا ہے:

جیسا کہ حضرت عون عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:''میں نے ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضرت ابوالدرداءؓ کا سب سے افضل عمل کونسا تھا تو انہوں نے فرمایا: التفكر و الاعتبار ''غور وتدبر کرنا اور (وقائع و احداث سے) عبرت اور نصیحت حاصل کرنا''۔

ہر شخص اپنے اہل خانہ کے لیے قدوہ اور نمونہ ہوتا ہے:

عالم باعمل کے اہل خانہ اس کی زندگی میں بھی اس کے معمولات سے متاثر ہوتے اور اس کی وفات کے لحظات بھی ان کے لیے درس ونصیحت سے بھرپور ہوتے ہیں۔ چنانچہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

''جب ابوالدرداءؓ کا آخری وقت آیا تو آپ فرمارہے تھے: میرے اس دن کے جیسے دن کے لیے ہے کوئی تیاری کرنے والا؟..... میری اس گھڑی جیسے وقت کے لیے ہے کوئی تیاری کرنے والا؟..... میری اس کیفیت جیسی حالت کے لیے ہے کوئی تیاری کرنے والا؟..... پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ (الانعام :110)

ترجمہ:''اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ وہ اس پر پہلی بار ایمان نہیں لائے تھے''

ناصح امین: سب سے بہتر سربراہ وہ ہے جو اپنے رعایا کے لیے ناصح امین ہو، ایسے خیر خواہ کی نصیحت رعایا کو کبھی نہ کبھی ضرور فائدہ پہنچاتی ہے۔ چنانچہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ابوالدرداءؓ سے پوچھا: اگر مجھے آپ کے بعد صدقہ کھانے کی ضرورت پیش آئے تو کیا صدقہ لے سکتی ہوں؟..... تو انہوں نے جواب دیا: ''نہیں''۔ محنت ومزدوری کرنا اور اسی میں سے کھانا، میں نے عرض کیا کہ اگر میں ضعف اور کمزوری کی وجہ سے محنت و مزدوری نہ کرسکوں تو کیا کروں؟..... تو انہوں نے فرمایا: گندم یا جو کے خوشے (بالی) کھیتوں سے چن کر گذر کر لینا لیکن صدقہ نہ کھانا''۔

مثالی جوڑا (شوہر اور بیوی): کیا ہی خوب ہے گھر کا وہ سربراہ جس کا طرز عمل اور سلوک اپنے گھر والوں کے ساتھ اس صحابی جلیل ؓ جیسا ہو۔ ایسے نیک سیرت اور خوش کردار لوگوں کی صحبت میں وقت گزارنے کو تو ہر کسی کا جی چاہتا ہے۔ اسی لیے تو ام الدرداء رضی اللہ عنہا دعا کیا کرتی تھیں'' اے اللہ! ابوالدرداءؓ نے دنیا میں مجھے پیغام نکاح بھیجا اور میرے ساتھ شادی کی۔ اے اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں ابوالدرداءؓ کے ساتھ آخرت میں نکاح کے لیے کو خواست گزار ہوں۔ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ جنت میں بھی ابوالدرداءؓ کو میرا شوہر بنا دے حضرت ابوالدرداءؓ نے یہ دعا سن کر کہا: اگر تو ایسا چاہتی ہے کہ میں ہی جنت میں تیرا شوہر بنوں تو میرے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرنا''۔

لقمان بن عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوالدرداءؓ فوت ہوگئے تو ام الدرداء رضی اللہ عنہا جو ایک حسن و جمال والی خاتون تھیں انہیں حضرت معاویہ ؓ نے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: لا والله ! ما أتزوج زوجا فى الدنيا حتى أتزوج أبا الدرداء ان شاء الله فى الجنة ''ہرگز نہیں! اللہ کی قسم میں دنیا میں کسی اور سے شادی نہیں کروں گی تا کہ ان شاء اللہ جنت میں ابوالدرداء کی بیوی بن سکوں''۔

قارئین کرام ! ہمیں سلف صالحین کی ایسی گراں قدر پند و نصائح کی کس قدر شدید ضرورت ہے جو کہ ہمارے اخلاق کو سنواریں اور دین اسلام کو ہمارے دلوں میں جاگزیں کرتی رہیں۔

مذکورہ قیمتی وصیتیں اور پند ونصائح ایک انتہائی دانا وحکیم صحابی جلیل حضرت ابوالدرداءؓ سے منقول ہیں جو کہ سراسر خیر و بھلائی پر مشتمل ہیں۔ اور یہ ان شخصیات میں سے ایک مبارک شخصیت کے اقوال زریں ہیں جن کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خير أمتى القرن الذين يلونى ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم (مسلم من حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ) ''سب سے بہتر لوگ میرے ساتھی (صحابہ کرام) ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں (تابعین) اور پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے یعنی تبع تابعین''۔

مجلۃ ''الوعی الاسلامی'' العدد(539)

کیا آپ ''مصباح'' کو پسند کرتے ہیں؟ کیوں؟
کیا آپ کو ''مصباح'' پسند نہیں آیا؟ کیوں؟
اپنے خیالات کو ہمارے ساتھ شیئر کیجیے،
ہمیں آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔

SEPTEMPER 1279.indd 13 9/20/11 3:29 PM









موت کے بعد زندگی

آدمی کو اس بات پر حیرانی ہوتی ہے کہ جب وہ مرجائے گا تو کس طرح پیدا کیا جائے گا۔ آدمی کے اندر حیرانی کا یہ عنصر اس سطح تک پہنچا ہوا ہے کہ بہت سارے لوگ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر یقین نہیں رکھتے۔ وہ موت کے بعد زندہ کئے جانے کو ایک نہ ہونے والا واقعہ سمجھتے ہیں۔ مثلاً انگریزی کے معروف مصنف خوشونت سنگھ نے اپنی کتاب (Absolute Khushwant) میں لکھا ہے کہ وہ ''مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر یقین نہیں رکھتے، اور نہ ہی جنت پر اور نہ ہی جہنم پر اور نہ ہی فیصلہ کے دن پر''۔

ظاہر ہے جنت، جہنم اور فیصلہ کے دن کا معاملہ تو بہت بعد میں آتا ہے اگر ایک آدمی صرف حیات بعد موت سے انکار کردے تو باقی چیزوں سے خود بخود انکار ہوجاتا ہے۔ اس کے لیے باضابطہ بیان جاری کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں نے اپنی کتاب ''موت کے بعد زندگی'' میں حیات بعد الموت کا گہرا تجزیہ پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں سائنس، منطق، تعقل، مذہب اور تجربات و مشاہدات کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ انسان کا دوبارہ زندہ کیا جانا اتنا ہی یقینی ہے جتنا کہ اس کا پہلی بار پیدا کیا جانا۔

حیرانی اس بات پر ہوتی ہے کہ آدمی اس واقعہ پر کس طرح شک کرتا ہے جس کا ہونا اتنا ہی یقینی ہے جتنا کہ خود انسان کا پیدا ہونا۔ کیا انسان نے اپنی تخلیق پر غور نہیں کیا کہ وہ کس طرح پیدا کیا جاتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ موت کے بعد زندگی پر ایمان لانے کے لیے صرف یہی کافی ہے کہ انسان کو اپنی تخلیق کا ادراک ہوجائے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ موت کے بعد زندگی پر صرف وہی لوگ شک کرتے ہیں جن کو خود اپنی تخلیق کا ادراک نہیں ہوسکا ہے، جو یہ نہیں جان سکے کہ انہیں اللہ نے کس طرح عدم سے وجود میں لایا اور نیست سے بود کردیا۔

آپ نے کبھی آم کھایا ہے؟

اچھا چلئے ایک آم اٹھائیے اور اسے کھا لیجئے۔ ٹھیک سے کھالیا؟ ٹھیک ہے۔ اب گٹھلی کو اٹھائیے اور دیکھئے، اسے اچھی طرح صاف کرلیجئے۔ صاف کرلیا؟ اب اسے مٹی میں گاڑ دیجئے۔ دیکھئے مٹی تھوڑی نم ہونی چاہئے۔ اچھا اب اسے 10 سے 20 روز تک بھول جائیے۔ اچھا دیکھئے، اب بیس دن گزر گئے۔ اب ذرا وہاں جائیے، جہاں آپ نے 20 روز پہلے اس گٹھلی کو زمین میں گاڑ دیا تھا۔ دیکھا آپ نے یہاں کیا ہے؟ ارے، یہ کیا، یہاں تو ایک شاداب پودا ہے! گٹھلی میں جان کہاں سے پیدا ہوگئی؟ حیران نہ ہوں۔ اللہ اسی طرح آپ کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔

کھجور: کبھی آپ نے کھجور کھایا ہے۔ نہیں! جائیے، جا کر ایک کھجور خرید لیجئے اور اسے کھائیے۔ اچھا کھا لیا؟ اندر سے کیا نکلا؟ گٹھلی! ارے یہ کیا یہ تو گودے کے اندر لکڑی ہے! گودے کے اندر لکڑی کہاں سے پیدا ہوگئی؟ چھوڑئے اس میں مت پڑیئے، اسے جلا دیجئے۔ دیکھ لیا آپ نے یہ لکڑی ہی تھی جو جل گئی۔ اب کھجور کی دوسری گٹھلی لیجئے اور اسے مٹی میں گاڑ دیجئے اب اسے کچھ دنوں کے بعد دیکھئے۔ دیکھا آپ نے گٹھلی نے پودے کی شکل اختیار کرلی۔ ارے، اس میں تو جان آگئی۔ اسی طرح اللہ آپ کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔ اب آپ نے بہت کھالیا اب کچھ پی لیجئے۔

ڈاب (ناریل): کیا پئیں گے آپ؟ چلئے ایک ڈاب (ناریل) پی لیجئے۔ ٹھہریئے۔ پہلے اس کی بناوٹ پر غور کیجئے کہ اسے کس طرح بنایا گیا ہے۔ یہ اوپر سے لکڑی ہے۔ بہت سوکھی ہوئی۔ اتنی سوکھی کہ اگر آپ اسے چولہے میں ڈالیں تو بھک کر جل اٹھے۔ اب اسے پھاڑئیے۔ ارے یہ کیا اندر تو پانی بھرا ہے! اب اسے اٹھائیے اور پی لیجئے۔ یہ پانی آپ کو بہت ساری بیماریوں سے محفوظ کر دے گا اور آپ کی پیاس بھی کسی حد تک بجھ جائے گی۔ جو اللہ لکڑی کے اندر پانی پیدا کررہا ہے اور جو گودے کے اندر لکڑی پیدا کررہا ہے وہی اللہ آپ کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔

انڈا: آپ نے کبھی انڈا دیکھا ہے۔ ضرور دیکھا ہوگا۔ مرغی انڈے کو ایک مدت تک اپنے پنکھ میں چھپائے رہتی ہے۔ پھر اچانک ایک دن وہ انڈے پھٹ جاتے ہیں اور بچے چوں چوں کرتے ہوئے نکل آتے ہیں۔ جو آپ کے سامنے non living کو Living میں تبدیل کررہا ہے وہی اللہ آپ کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔

باقی صفحہ 3 کا

- دوسری یہ کہ تم انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور یہ اس لیے کہ والدین کا مزاج بڑھاپے کی وجہ سے عام طور پر چڑچڑا سا ہوجاتا ہے۔ اور ان کی کسی بات پر اولاد کو غصہ بھی آسکتا ہے۔ تو اولاد کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ والدین کی باتیں برداشت کرے اور ان کے سامنے الٹی سیدھی باتیں نہ کرے اور انہیں نہ جھڑکے اور نہ ہی ڈانٹ ڈپٹ کرے۔
- تیسری یہ کہ والدین سے بات کرو تو ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بات کرو۔
- چوتھی یہ کہ والدین پر رحم اور ترس کرتے ہوئے ان کے سامنے عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھک کر رہو بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ جس طرح ایک چڑیا اپنے چوزوں کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتی ہے اور ہر طرح سے ان کی حفاظت کرتی ہے، اسی طرح جب اولاد جوان ہوجائے اور والدین بوڑھے ہوجائیں تو وہ ہر دم ان کی حفاظت کرے اور ان کے سامنے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ رہے۔
- پانچویں یہ کہ ان سے اچھے برتاؤ کے ساتھ ساتھ ان کے لیے دعا بھی کرتے رہو کہ اے میرے رب! ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے (محبت وشفقت کے ساتھ) بچپن میں میری پرورش کی۔

خلاصہ یہ کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے بارے میں پانچ احکامات دیئے ہیں جن کی پابندی کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

SEPTEMPER 1279.indd 14 9/20/11 3:29 PM

اعجاز الدین عمری (کویت)
amagz@ymail.com

محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا

مچھلی، بیش بہا'' ہیرا'' نگل گئی تھی... اس کو شکار کر کے مچھیرا بازار میں لایا اور آواز دینے لگا ... مچھلی ، پچاس روپیوں میں؛ مچھلی... پچاس روپئے...

شام ہونے آئی تو ایک گاہک آیا اور کہنے لگا...'' بھائی، پانچ روپئے گھٹا کر مچھلی کو میرے ہاتھ بیچ دو...'' مچھیرے نے نفی میں جواب دیا تو وہ الٹے پیر نکل کھڑا ہوا... شام ڈھلی اور کوئی دوسرا گاہک خریداری کو نہ آیا تو تو وہ اسے گھر لے آیا اور بیگم کے ہاتھوں اُسے تھماتے ہوئے کہنے لگا آج اسی کا سالن تیار کرنا... مچھلی صاف کرتے ہوئے جب مچھیرن نے ہیرا دیکھا تو کہنے لگی'' افوہ... مچھلی کے پیٹ میں کوئی کنکری پڑی ہے'' اور اس نے اس کو پھینک دیا... رات جب مچھیرا اپنی بیوی کے ساتھ کھانے بیٹھا تو مچھلی کا ایک لقمہ منہ میں رکھتے ہوئے کہنے لگا...'' نادان گاہک... پانچ روپیے کم کر کے اسے مانگ رہا تھا... مگر میں ناداں تو ہوں نہیں کہ اتنی لذیذ مچھلی نقصان میں دے دیتا....!؟''

زندگی اپنے بطن میں انمول جواہر رکھتی ہے مگر ہر کوئی اس سے غافل ہے...! ہر نادان کو یہاں دانائی کا غرور ہے، ہر بیخبر کو اپنی بیداری کا دعویٰ ہے۔ یہاں اُجلے روشن شہروں کا منظر بھی دُھندلا دُھندلا لگتا ہے۔ یہاں آدمی اپنی قسمت کو روتا ہے اور قسمت اسکی ہتھیلی کو چھو کر گذر جاتی ہے۔ اس بازارِ حیات میں اسرارِ حیات سے سبھی بیگانہ ہیں، سوداگر بھی، خریدار بھی...! رہِ حیات کے ہر موڑ پر، بشر کے سفر کے ہر نقشِ قدم میں... فریبِ ہستی کی پرچھائیاں ہیں... بچپن سے بڑھاپے تک، تتلاہٹ سے فکر و نظر تک، گھر گرہستی سے کارِ سیاست تک، رہگذروں سے منزل تک... دیدہ و دل کا ایک سا حال ہے۔ نگاہِ دل پر تالا ہے اور سر کی آنکھوں پر وہم و گماں کا سایہ ہے۔ قرآنِ مجید کیسی روح پرور تعبیر اور دل چھوتے اسلوب سے اس کو بیان کرتا ہے...!!﴿أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾ ''کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے اور ان کے کان سُننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔''

(الحج:46، ترجمہ از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

ازل میں بشر ظلوم و جہول جو ٹھہرا تو پھر کبھی خود کو بدل نہیں پایا... کارگہ روز و شب میں زندگی اپنا رُخ ظاہر پر جب گیسوئے خم دار پریشاں کر آتی ہے تو آدمی متاعِ دل اس پر وار کر جاتا ہے۔ باغِ رہگذر کی رنگینیوں میں نگاہیں اس طرح الجھ کر رہ جاتی ہیں کہ کارواں کے دل سے منزل کا خیال یکسر مٹ جاتا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ اس رہ گذر میں جلوۂ گُل ہے تو آگے گرد کا میلہ ہے۔ رب کریم نے شاید بشر کی اسی کیفیت کی تصویر کشی کی ہے یہ کہتے ہوئے کہ ﴿يَعْلَمُونَ ظَاهِراً مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ﴾ یعنی ''لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں

(الروم:7 ترجمہ از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ) بقول غالب ؎

محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

یہ حیاتِ کافری ہے کہ آدمی لذّت دہن و بطن کی خاطر سانس لیتا رہے۔ ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ﴾ ''اور کفر کرنے والے بس دنیا کی چند روزہ زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں، جانوروں کی طرح کھا پی رہے ہیں، اور ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہے۔''

(محمد:12، ترجمہ از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

زندگی کی بے قیمتی اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ کوئی اس سے ناؤ نوش اور طرب و عیش کے سوا کچھ نہ پائے۔ جو مچھلی کا سوداتو جانتا ہو اور اس میں چھپا راز نہ دیکھتا ہو وہ ظاہری لذّت پہ مرنے والا ہے... حسنِ باطن کا ادراک اس سے کیوں کر ممکن ہے۔ وہ بصیرت کی روشنی سے محروم ہے۔ قرآن مجید نے اسی حقیقت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بیان کیا ﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ﴾ ''ہرگز نہیں، اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ جلدی حاصل ہونے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو''

بڑے خوبصورت ہوتے ہیں دنیا کے جھوٹے وعدے۔ اس کی بدنصیبی کو کیا کہیے جو اس بازار کے رنگ و نور سے دھوکا کھا جاتا ہے اور حیات کی مٹھی میں بند بیش قیمت اصولوں سے روگردانی کرتا ہے۔

ہیں ابھی صدہا گہر اس ابر کی آغوش میں
برق ابھی باقی ہے اس کے سینۂ خاموش میں

چند لڑکے ایک جگہ کھیل کود میں مگن تھے وہیں پاس میں ایک لڑکا بلک بلک کر رو رہا تھا، کسی بزرگ کا وہاں سے گزر ہوا، انہوں نے سوچا شاید یہ بھی کھیلنا چاہتا ہے مگر اس کے پاس کھلونے نہیں ہیں اس لیے رو رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا ''بیٹے تم کیوں رو رہے ہو؟'' اس نے روتے روتے جواب دیا:'' چچا جان میں اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ لوگ اس کام میں لگے ہوئے ہیں جس کے لیے انہیں یہ زندگی نہیں بخشی گئی ہے۔

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی
قلزمِ ہستی سے تو اُبھرا ہے مانندِ حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی

SEPTEMPER 1279.indd 15 9/20/11 3:29 PM

مولانا محمد طاہر مدنی سے ایک ملاقات

محمد خالد اعظمی (کویت)
taleem95@hotmail.com

مولانا محمد طاہر مدنی سے شناسائی عرصہ دراز سے ہے، گزشتہ رمضان المبارک میں جب وہ کویت کے دعوتی اور علمی دورہ پر تشریف لائے تو ماہنامہ مصباح کے لیے ان سے ایک تفصیلی انٹرویو لیا گیا جس کی تفصیلات پیش خدمت ہیں:



سوال : آپ کا ذاتی تعارف؟

جواب : میرا پورا نام محمد طاہر مدنی ہے، میرے والد کا نام مولانا صغیر احسن اصلاحیؒ ہے۔ میری تاریخ پیدائش 22 مارچ 1958ء ہے، میرا آبائی وطن ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ کا ایک گاؤں رسول پور ہے۔

سوال : آپ کا تعلیمی سفر کہاں سے شروع ہوا؟

جواب : میرے ابتدائی تعلیمی سفر کا آغاز گاؤں ہی کے ایک مکتب سے ہوا، اس کے بعد جامعۃ الفلاح میں درجہ ششم ثانوی سے عربی دوم تک تعلیم حاصل کی، عربی سوم سے عربی ششم تک کی تعلیم اعظم گڑھ ہی کے ایک قدیم اور مشہور ومعروف ادارہ مدرسۃ الاصلاح میں ہوئی، تکمیل کی خاطر جنوبی ہند کی عظیم الشان درس گاہ جامعہ دارالسلام عمر آباد گیا جہاں میرا داخلہ عربی ہشتم میں ہوگیا اور الحمدللہ اس سال جامعہ کے سارے انعامات مجھے ملے۔

جامعہ دارالسلام عمر آباد سے فراغت کے بعد ایک سال تک جامعہ دارالسلام میں ہی درس وتدریس سے منسلک رہا، اسکے بعد مزید حصول تعلیم کی غرض سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ گیا جہاں کلیۃ الشریعہ سے گریجویشن کیا۔

سوال : جامعہ اسلامیہ سے فراغت کے بعد کہاں گئے؟

جواب : جامعہ اسلامیہ سے فراغت کے بعد جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ میں بحیثیت استاد تقرر ہوگیا اور میں 1983ء سے اب تک وہیں درس وتدریس اور انتظامی امور سے منسلک ہوں۔

سوال : آپ کی موجودہ ذمہ داریاں کیا کیا ہیں؟

جواب : جامعۃ الفلاح بلریا گنج اعظم گڑھ کا ناظم ہوں، اسکے علاوہ راشٹریہ علماء کونسل کا جنرل سکریٹری بھی ہوں۔

سوال : راشٹریہ علماء کونسل کے کیا خاص مقاصد ہیں؟

جواب : راشٹریہ علماء کونسل کے پلیٹ فارم سے ہم مسلمانوں کو منظم کرنے کی پیہم کوشش کر رہے ہیں۔ دینی، اخلاقی، سماجی، معاشی، تعلیمی اور سیاسی پہلو سے بیداری پیدا کرنے کی جدوجہد کونسل کا بنیادی کام ہے۔

سوال : آپ جامعۃ الفلاح کے ناظم ہیں تو کیا جامعہ کا تعارف کرانا پسند کریں گے؟

جواب : جامعۃ الفلاح کا مختصراً تعارف میں یہی کرا سکتا ہوں کہ 1962ء میں ایک خستہ مکان میں سو، ڈیڑھ سو بچوں اور چند اساتذہ کی درس گاہ کو جامعۃ الفلاح کا نام دیا گیا تھا، آج بحمد للہ عمارات پختہ ہیں، تشنگان علم کی تعداد پانچ ہزار سے زائد اور اساتذہ وکارکنان کی تعداد ڈھائی سو سے زائد ہے۔ اب جامعہ ملک اور بیرون ملک اپنی پہچان بنا چکا ہے۔ جامعہ کی اسناد کو ملک وبیرون ملک کی معیاری یونیورسٹیوں نے تسلیم کیا ہے۔ فارغین جامعہ مختلف میدانوں میں ملک وملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالی کے فضل وکرم، کارکنان واساتذہ جامعہ کے خلوص اور ملت کے دردمند افراد کے تعاون ہی سے ممکن ہوسکا ہے۔ تعلیم وتربیت میں ترقی کی نت نئی جہتوں کی تلاش کا سلسلہ جاری ہے۔ طالبات کی اعلیٰ تعلیم، جدید وقدیم علوم کا بہترین امتزاج، وسعتِ فکر ونظر اور دعوتی جذبے کی نشوونما جامعہ کی اہم خصوصیات ہیں۔

سوال : جامعہ الفلاح کے اہم مقاصد کیا ہیں؟

جواب : ☆ جامعہ کا مقصد ایسے افراد کی تیاری ہے جو:

- قرآن وسنت کا گہرا علم اور دینی بصیرت رکھتے ہوں۔
- جن کی نظر وقت کے اہم مسائل پر ہو اور جو غیر اسلامی افکار ونظریات سے بخوبی واقف ہوں۔
- جو اسلامی اخلاق وکردار کے حامل ہوں۔
- جن میں احیاء دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ ہو۔
- جو گروہی، جماعتی اور فقہی اختلافات سے بالاتر ہوکر وسعت قلب ونظر کے ساتھ معاشرے کی اصلاح وتعمیر کا فریضہ انجام دے سکیں۔

☆ ایسا نصاب تعلیم زیر عمل لانا جس میں دینی وعصری علوم کا بہترین امتزاج ہو اور جو جامعہ کی اساس سے ہم آہنگ ہو

☆ اسلام کی خدمت کے لیے دور جدید کے تقاضوں کے مطابق فکری، علمی اور تحقیقی مواد فراہم کرنا۔

☆ فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم کا اس طرح نظم کرنا کہ جامعہ کا بنیادی مقصد متاثر نہ ہو۔

سوال : آپ کن کن موضوعات پر مضامین لکھتے ہیں؟

جواب : میرے مضامین زیادہ تر فقہ مقارن، اصول فقہ، حدیث اور اصول حدیث پر مشتمل ہوتے ہیں۔

سوال : کیا آپ کی تصانیف بھی منظر عام پر آئی ہیں؟

جواب : جی ہاں، میری بعض تصنیفات منظر عام پر آئی ہیں مثلاً ''قرآن کا مطالعہ کیوں اور کیسے؟''، ''مصارف زکوۃ''، اس کے علاوہ میری نگرانی میں مختلف کتابوں کے ترجمے ہوئے ہیں۔

سوال : دعوتی میدان میں کیا کام ہوئے ہیں؟

جواب : جماعت اسلامی ہند کے پلیٹ فارم سے غیر مسلموں میں کام کرتا رہا ہوں، اور مسلم معاشرے کی ہمہ جہتی اصلاح کے لیے جدوجہد کرتا رہا ہوں۔

سوال : لوگ اسلامی معاشرہ کا نعرہ لگاتے ہیں، کیا میں آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اسلامی معاشرہ کی بنیادی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب : اسلامی معاشرہ اپنی خصوصیات کی وجہ سے دوسرے معاشروں سے ممتاز ہوتا ہے، انسان طبعی طور پر سماجی احساس رکھتا ہے اور سماج پر ان نظریات وعقائد کے اثرات ہوتے ہیں جن پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرے کی بنیادیں ایمان باللہ، ایمان بالآخرت، ایمان بالرسالت اور وحدت بنی آدم ہیں، اس کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1۔ ربانیت : اس معاشرے کی بنیاد چونکہ ایمان ہے اس لیے اس پر ربانیت کی چھاپ ہوتی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَلَـٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ﴾ اللہ والے بنو، نیز فرمایا: اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ، ﴿صِبْغَةَ اللَّـهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّـهِ صِبْغَةً﴾ اس معاشرے پر للّٰہیت کی چھاپ ہوتی ہے اور رضائے الٰہی کا حصول اس کے افراد کا مقصود ہوتا ہے۔

2۔ فکر آخرت : اسلامی معاشرے کی دوسری بنیادی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کا رخ آخرت کی طرف ہوتا ہے۔ آخرت کی کامیابی کو ترجیح دی جاتی ہے اور دنیا کی محبت سے اوپر اٹھنے کی کوشش ہوتی ہے۔ سماج کا رخ دنیا کے بجائے

SEPTEMPER 1279.indd 16 9/20/11 3:30 PM

آخرت کی طرف ہوتا ہے۔

اس گھر میں بہت کم ہے اب آمد و رفت اس کی
دنیا کی طرف ہم نے دیوار اٹھالی ہے

3۔ انسانیت نوازی : اسلامی معاشرے کی تیسری اہم خصوصیت انسانیت نوازی ہے کیونکہ اس کے افراد کا یقین وحدت بنی آدم پر ہوتا ہے، وہ تمام انسانوں کو ایک ماں باپ کی اولاد مانتے ہیں، ان کے درمیان بھائی چارہ اور محبت ہوتی ہے اور مواسات کا جذبہ عام ہوتا ہے۔

4۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر: اسلامی معاشرے کی چوتھی اہم خصوصیت بھلائی کو پھیلانا اور برائی کو ختم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ یہاں لوگ خود غرضی کا شکار نہیں ہوتے بلکہ سب کا بھلا چاہتے ہیں اور اجتماعیت کا احساس قوی ہوتا ہے۔

5۔ خدمتِ خلق : اسلامی معاشرے کے افراد تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا کنبہ مانتے ہیں اور ان کی خدمت کو اہم ترین عبادت تصور کرتے ہیں چنانچہ محتاجوں کی مدد، یتیموں پر شفقت اور بندگان خدا کی خدمت اس معاشرے کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔

سوال : اصلاح معاشرہ کی ضرورت و اہمیت کیا ہے۔؟

جواب : جب معاشرہ اپنی خصوصیات کھو دیتا ہے اور اس کے اندر بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو اس کے اصلاح کی کوشش کرنا دینی فریضہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانہ، فإن لم یستطع فبقلبہ، وذلک أضعف الإیمان''۔ سماج کا اثر تمام گھروں پر پڑتا ہے اگر سماج میں نیکیاں پروان چڑھیں گی تو سب کا بھلا ہوگا، اور اگر برائیاں سر اٹھائیں گی تو اس کے برے اثرات سے کوئی گھر بھی محفوظ نہیں رہ سکتا، اس لئے اہل ایمان کی ایک خصوصیت قرآن مجید میں یہ بتائی گئی ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾ ان نصوص سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معاشرے کی اصلاح کی کوشش کرنا ایک اہم دینی فریضہ ہے اور اس کے بغیر ایمان کا دعویٰ مکمل نہیں ہوسکتا۔ سورہ اعراف میں بنی اسرائیل کی ایک بستی کا ذکر ہے جس کے کچھ باشندوں نے سبت (ہفتہ) کے حکم کی خلاف ورزی کی تو ایک گروہ نے انہیں روکا، جبکہ دوسرے لوگ خاموش رہے، پھر اس بستی پر اللہ کا عذاب آیا تو اس سے محفوظ صرف وہی لوگ رہے جنہوں نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اس برائی سے روکنے کی کوشش کی۔

سوال : آج کے ماحول میں اصلاح معاشرہ کے مؤثر طریقے کیا کیا ہو سکتے ہیں؟

جواب : سماج کے بگاڑ کو دور کرنے اور اسے خیر کے راستے پر چلانے کے لئے چند امور کارگر ہوتے ہیں مثلاً:

1۔ دینی تعلیم وتربیت کا نظم : بچوں کی دینی تعلیم اور قرآن وسنت سے ان کو جوڑنا ضروری ہے۔ بچپن میں جو تعلیم اور تربیت ہوتی ہے اس کے اثرات انمٹ ہوتے ہیں۔ آج انگلش میڈیم اسکولوں میں تعلیم دلانے کا رواج ہے جہاں بچوں کی دینی تربیت کا کوئی نظم نہیں ہوتا ہے اور دین کی بنیادی باتوں سے بھی وہ نابلد رہ جاتے ہیں۔ صباحی اور شبینہ مکاتب کے ذریعہ اس کی تلافی ہونی چاہئے اور مدارس ومکاتب کے معیار کو بھی بلند کرنا چاہئے تاکہ سرپرستوں کو وہاں کشش محسوس ہو اور اپنے بچوں کو وہاں داخل کریں۔

2۔ جمعہ کے خطبات کا مؤثر استعمال : خطبات جمعہ دینی بیداری اور تربیت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ جمعہ میں آبادی کے سب لوگ اکٹھا ہوتے ہیں اگر اس ذریعہ کا استعمال منصوبہ طریقہ سے ہو تو اس کے غیر معمولی اثرات مرتب ہوں گے۔

3۔ دروس وقرآن وحدیث کا اہتمام : امت کی کامیابی کا راستہ قرآن وسنت سے وابستگی ہے۔ مساجد اور دیگر مقامات پر عمدہ دروس کا انتظام ہونا چاہئے بطور خاص نوجوانوں اور خواتین کی شرکت کا نظم کرنا چاہئے تاکہ ان کی ذہن سازی ہو اور ان کا مزاج دینی بن سکے۔

4۔ اسٹڈی سرکل اور دار المطالعہ : آبادی میں اچھی لائبریری قائم کرنی چاہئے جس میں عمدہ کتابوں اور تعمیری رسالوں کا اچھا ذخیرہ ہو۔ نوجوانوں میں مطالعہ کا ذوق پیدا کیا جائے، جدید ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ویڈیو کیسٹس اور سی ڈی کا انتظام کیا جائے۔

5۔ نوجوانوں کے کلب : نوجوانوں کی دلچسپیوں کے سامنے رکھتے ہوئے ایسے کلب ہوں جہاں ان کی تفریح کا نظم بھی ہو اور ساتھ ہی دینی تربیت کا بھی اہتمام ہو، جسمانی ورزش کا نظم ہو اور اخلاقی تعمیر کا اہتمام بھی۔

6۔ خواتین پر خصوصی توجہ : خاندان کو بنانے اور معاشرے کو صحیح رخ پر چلانے میں خواتین کا کردار بہت اہم ہے۔ اس لئے ان کو منظم ومتحرک کرنا اور ان کے مزاج کو دینی بنانا بہت ضروری ہے۔

سوال : کیا اصلاح معاشرہ کے لیے تنظیم ضروری ہے؟

جواب : اصلاح معاشرہ کی ذمہ داری ہر شخص کی ہے۔ انفرادی طور سے بھی اس کی کوشش ہونی چاہئے۔ البتہ اس کے لئے منظم کوشش زیادہ مفید ہوتی ہے کیونکہ جماعت میں برکت ہوتی ہے۔ لہٰذا سماج میں اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے، جب کام منظم ہوتا ہے تو مختلف افراد کی صلاحیتوں کا صحیح استعمال ہوتا ہے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ید اللہ علی الجماعۃ''۔ جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ہوتی ہے۔ اور دین میں اجتماعیت کی اہمیت غیر معمولی ہے، نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے، زکوۃ کے اجتماعی نظم کی تاکید ہے، رمضان کے روزے ایک ساتھ رکھے جاتے ہیں اور حج کے موقع پر یہ اجتماعیت اپنے عروج پر پہونچ کر بین الاقوامی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ افراد اجتماعیت سے وابستہ ہوں اور مل کر کام کریں۔

رہا یہ سوال کہ کس جماعت سے وابستگی اختیار کی جائے تو اس سلسلے میں مناسب طریقہ یہی ہے کہ جو جماعتیں سرگرم عمل ہیں ان کا جائزہ لے کر دیکھا جائے اور جس پر زیادہ اعتماد ہو اس سے وابستگی اختیار کر لی جائے اور اس بات کی بھی کوشش ہو کہ باہم تعاون واشتراک عمل کی فضا ہو اور آپس میں ٹکراؤ کی کیفیت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾

سوال : اختصار میں بتائیں کہ اصلاح معاشرہ کے لیے شرط لازم کیا چیز ہے؟

جواب : میری نظر میں اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں سب سے مؤثر ذریعہ عملی نمونہ ہے۔ بقول شاعر:

آدمی نہیں سنتا، آدمی کی باتوں کو
پیکر عمل بن کر، غیب کی صدا بن جا

صرف تقریر اور زور بیان سے کام نہیں بنتا، بلکہ عملی نمونہ ہی کارگر ہوتا ہے اس لیے اصلاح معاشرہ کا کام کرنے والوں کو اچھا نمونہ پیش کرنا چاہئے یہی رسول ﷺ کا طریقہ ہے جن کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ آج ہمارا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اصلاح معاشرہ کا کام زبانی جمع خرچ بن کر رہ گیا ہے۔ بارات کے خلاف تقریریں کرنے والے اپنے بیٹوں کی بارات دھوم سے لے جاتے ہیں اور جہیز کو سماجی ناسور بتانے والے چپکے سے اپنے گھر سامانِ جہیز سے سجا لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس طرز عمل پر سخت گرفت کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ☆ كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ قول وفعل کا تضاد منافقت ہے اور منافقت کے ساتھ اصلاح معاشرہ کا کام نہیں ہوسکتا۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

اس دورِ بے ضمیر نے جینا سکھا دیا
حالات نے ہمیں بھی منافق بنا دیا

اور

پیروی غیروں کی اور مدحت رسول اللہ کی
کیا منافق ہوگئی امت رسول اللہ کی؟

SEPTEMPER 1279.indd 17 9/20/11 3:30 PM

مبصر الرحمٰن القاسمی (کویت)
mubassir2008@yahoo.co.in

امام حرم مکی شیخ محمد بن عبداللہ بن محمد السبیل



شیخ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز آل عثمان نجد میں رہائش پذیر قبیلے بنی زید سے تعلق رکھتے ہیں، بنی زید عرب کے مشہور قبیلے قحطان کی ایک شاخ ہے۔ شیخ محمد "السُبَیل" کے لقب سے مشہور ہیں۔

پیدائش اور تعلیم وتربیت:

شیخ کی پیدائش سال 1345ھ میں سعودی عرب کے علاقے قصیم کے شہر بکیریہ میں ہوئی، حفظ قرآن کی تکمیل اپنے والد محترم اور شیخ عبدالرحمٰن الکردیدیس کے پاس کی، نیز مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے رکن شیخ سعدی یاسین لبنانی سے بھی قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔

شیخ نے علوم شرعیہ اور علوم عربیہ کی تعلیم روایتی طریقے کے مطابق اپنے شہر کے علماء کے پاس مساجد میں جا کر حاصل کی، شیخ سبیل کے شیوخ اور اساتذہ میں شہر بکیریہ کے قاضی شیخ محمد بن مقبل، اور شیخ کے حقیقی بھائی مسجد حرام کے مدرس شیخ عبدالعزیز بن سبیل وغیرہ شامل ہیں۔ شیخ سبیل نے ابتدائی شرعی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے مملکت سعودی عرب کے علاقے بریدہ کا سفر کیا، اور علاقہ قصیم کی عدالتوں کے سربراہ شیخ عبداللہ بن محمد بن حمید سے علم دین حاصل کیا، اسی طرح شیخ سبیل نے مکہ مکرمہ میں اپنے زمانے کے مشہور محدثین شیخ عبدالحق ہاشمی اور شیخ ابوسعید عبداللہ ہندی سے اجازت حدیث حاصل کی۔

میدان عمل میں:

شیخ نے وزارۃ المعارف اور دیگر تعلیمی اداروں میں تقریباً 20 برس تک درسی خدمات سرانجام دیں، سال 1385ھ میں شیخ سبیل حرم مکی میں امام وخطیب اور صدر المدرسین مقرر ہوئے، اور سال 1390 ہجری میں حرم مکی میں مذہبی امور سے متعلق کمیٹی کے نائب سربراہ مقرر ہوئے، اور پھر سال 1411ھ میں حرمین شریفین میں عمومی امور سے متعلق کمیٹی کے سربراہ بنائے گئے۔ شیخ سبیل رابطہ عالم اسلامی میں فقہ اکیڈمی کے روز اول سے رکن، اسی طرح مملکت سعودی عرب میں کبار علماء کمیٹی کے رکن ہیں۔ شیخ، حرم مکی میں علوم شرعیہ اور علوم عربیہ کی تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔

اسفار:

شیخ سبیل نے اسلامی دنیا کے اکثر ممالک میں دعوتی دورے کیے، اندرون سعودی عرب سمیت بیرونی ممالک میں منعقدہ متعدد دینی کانفرنسوں میں شرکت کی۔

تالیفات:

شیخ سبیل کے حرم مکی میں دیئے گئے خطبات کتابی شکل میں متعدد جلدوں میں منظر عام پر آئے ہیں، اسی طرح آپ نے مختلف موضوعات پر رسالے لکھے ہیں جن میں چوری کی حد، راعی اور رعایا اور قادیانیت شامل ہیں، شیخ سبیل شعروشاعری سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں، آپ کا ایک شعری دیوان بھی منظر عام پر آیا ہے۔

امام حرم مکی شیخ عبداللہ بن عواد بن فہد الجہنی



آپ کا پورا نام عبداللہ بن عواد بن فہد بن معیوف بن عبداللہ بن محمد بن کدیوان الہمیمی الذبیانی الجہنی ہیں، شیخ موصوف مسجد حرام میں امام ہیں۔

شیخ عبداللہ کی پیدائش بروز منگل 11 شوال 1396 ہجری مطابق 13 جنوری 1976 کو مدینہ منورہ میں ہوئی، شیخ عبداللہ نے بچپن ہی میں اپنے والد کی نگرانی میں حفظ قرآن مکمل کرلیا تھا، اور 16 برس کی عمر میں مکہ مکرمہ میں منعقدہ عالمی مسابقہ حفظ قرآن کریم میں اول درجہ سے کامیاب ہوئے تھے۔

شیخ موصوف نے ثانویہ کی تعلیم کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے قرآن فیکلٹی سے بی اے کی تعلیم حاصل کی، تعلیم سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ کے ٹیچر کالج میں معید کی حیثیت سے مقرر ہوئے، اس کے بعد شیخ عبداللہ نے مکہ مکرمہ میں ام القری یونیورسٹی سے ایم اے کی تکمیل کی، اور حال میں ام القری یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کررہے ہیں۔

شیخ عبداللہ نے 21 برس کی عمر میں مسجد قبلتین سے امامت کا آغاز کیا، مسجد قبلتین کے بعد مسجد نبوی میں دو برس منصب امامت پر فائز رہے۔ اس کے بعد چار برس تک مسجد قبا میں امامت کے فرائض انجام دیئے، ماہ رمضان 1426ھ میں شیخ عبداللہ کے نام مسجد حرام میں نماز تراویح کی امامت کا شاہی فرمان جاری ہوا۔

شیخ عبداللہ کو عالمی سطح پر مشہور قرائے کرام سے اجازت حاصل ہے، جن میں شیخ زیات، مسجد نبوی میں شیخ القراء شیخ ابراہیم الاخضر، امام مسجد نبوی ڈاکٹر علی الحذیفی شامل ہیں۔

شیخ عبداللہ کو مسجد حرام، مسجدی نبوی، مسجد قبا سمیت مسجد قبلتین یعنی چار اہم مساجد میں امامت کے فرائض انجام دینے کا شرف حاصل ہے۔

SEPTEMPER 1279.indd 18 9/20/11 3:30 PM

عالمی خبریں

خبر ونظر

قرآن کے چینی نسخوں میں غلطی

تھران: چین میں سستے مال تیار کرنے والی صنعت نے مسلمانوں کی مقدس کتاب کلام پاک کے ساتھ بھی کھلواڑ کر دیا ہے۔چین میں شائع ہونے والے قرآن کے چند نسخوں میں املا کی غلطی ملی ہے۔

شادی اور طلاق سے وزن میں اضافہ

نیویارک: ایک امریکی تحقیق کے مطابق شادی اور طلاق دونوں متعلقہ افراد کے وزن میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ امریکی سوشیالوجیکل ایسوسی ایشن میں پیش کی جانے والی تحقیق کے مطابق شادی یا طلاق کے دوسال کے عرصے کے دوران وزن میں اضافے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے۔

ترکی وزیر اعظم کا دورہ صومالیہ

انقرہ: ترکی کے وزیراعظم رجب طیب اردگان وہ واحد حکمراں ہیں جنھوں نے قحط زدہ ملک صومالیہ کا تاریخی دورہ کیا ہے۔اس طرح وزیراعظم نے مشرقی افریقہ کے اس ملک کی مدد کرنے والے ملکوں میں ترکی کو اولین حیثیت دلادی ہے۔ خشک سالی سے متاثرہ ملک صومالیہ کے چھ علاقوں میں قحط پھیل چکا ہے۔اور وہاں غذائی اجناس کی پیداوار 82 فیصد تک گر چکی ہے۔اور صومالیہ کو آدھی سے زیادہ آبادی یعنی تقریباً 40 لاکھ افراد کو خوراک کی فوری ضرورت ہے۔4 لاکھ 50 ہزار افراد کیمپوں میں رہ رہے ہیں۔وہ کام نہیں کر سکتے اور کیمپوں سے باہر بھی نہیں جاسکتے۔اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق 7 لاکھ 50 ہزار افراد کو فاقہ کشی کا سامنا ہے۔ان تمام مسائل کی بنیادی وجوہات میں وہاں 1991ء سے کوئی مستحکم حکومت نہیں۔

ڈنمارک میں ویب سائیٹس ناکارہ

دمام: امریکہ میں زیر تعلیم ایک سعودی لڑکی نے محمد ﷺ کی شان میں گستاخی پر مبنی مواد جاری کرنے والے ڈنمارک کے 23 ویب سائیٹس ناکارہ بنانے کا کارنامہ انجام دیا ہے۔اس لڑکی نے کئی عریاں ویب سائیٹس کو بھی ناکارہ بنادیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کی لڑکیاں اچھے کارنامے انجام دیں تو معاشرے میں تعلیم کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوجائے گا اور لوگ اپنی بچیوں کو تعلیم کی طرف بڑھنے کے لیے تعاون کریں گے۔

مسجد حرام کی لائبریری

مکہ مکرمہ: مسجد حرام کی لائبریری کا شمار دنیا کی ایک بہت بڑی لائبریری میں ہوتا ہے، سن 160 ہجری میں اس کا قیام عمل میں آیا تھا۔لوگوں کا قیاس ہے کہ عباسی خلیفہ مہدی نے 160 ہجری میں اس لائبریری کو قائم کیا تھا۔جس میں مسلم خلفاء، اہل علم اور دولت مند اصحاب اس لائبریری کو وہ کتب ہدیہ کیا کرتے تھے جس کو وہ اپنے ہاتھ سے تحریر کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں کئی نادر ونایاب قرآنی نسخوں کو بھی اس میں وقف کیا گیا۔اس وقت اس لائبریری میں ایک لاکھ انتہائی نادر ونایاب کتب ہیں جن میں پانچ ہزار قلمی مخطوطات کے علاوہ دو ہزار مخطوطات فوٹو کاپیز کی شکل میں ہیں۔تین ہزار مخطوطات کو مائیکرو فلم کی شکل میں محفوظ کیا گیا ہے۔

ملک کا سب اعلی ادبی ایوارڈ

کاٹھمنڈو: نیپال میں بولنے سے قاصر اور پاؤں سے لکھنے والی ایک نوجوان خاتون نے ملک کا سب سے اعلی ادبی ایوارڈ جیت لیا ہے۔تیس سالہ جھمک کماری جو رعشہ کی بیماری میں مبتلا ہیں نے اپنی کتاب ''کیا زندگی ایک کانٹوں والا پودا یا پھول ہے ؟'' پر مدن پورا سکر ایوارڈ جیتا ہے۔جھمک کماری نے ایوارڈ یافتہ مضامین کے علاوہ شاعری میں چار مختصر کہانیوں پر دو کتابیں لکھنے کے علاوہ اخبارات کے لیے متعدد مضامین لکھے ہیں۔وہ شمالی نیپال کے ایک عام سے خاندان میں پیدا ہوئیں۔ ان کے مطابق وہ بچپن میں بولنے سے قاصر ہونے کے علاوہ اپنے ہاتھ بھی استعمال نہیں کر سکتی تھیں۔انہیں پڑھنے کے لیے اسکول نہیں بھیجا گیا اور وہ اپنی بہن کی پڑھائی سن کر لکھنے کی کوشش کرتی تھیں۔اگر عزم وحوصلہ ہو تو آج بھی لوگ پہاڑوں کو سر کر سکتے ہیں۔ہمت مرداں مدد خدا۔

کرنل معمر قذافی کا سحر ٹوٹا

طرابلس: آزادی کا طوفان تونس، مصر، یمن، شام ہوتا ہوا جب لیبیا کی سرحد میں داخل ہوا تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس ظالم کے دیش میں انقلاب آجائے گا لیکن ہوتا وہی ہے جو لکھا ہوتا ہے۔یکم ستمبر 1969ء کو لیبیا کا فوجی تختہ الٹ کر اقتدار حاصل کرنے والے کرنل معمر محمد عبد السلام ابومنیار قذافی 42 سالوں تک عظیم عوامی اشتراکی عرب جمہوریہ لیبیا کے بے تاج بادشاہ رہے۔

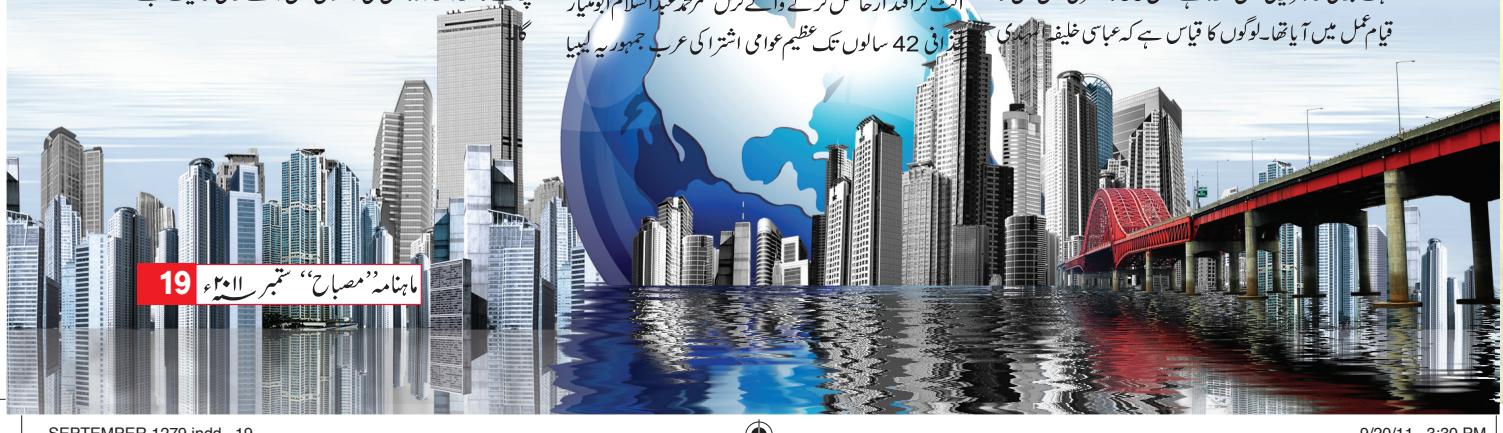
محمد خالد اعظمی (کویت)
taleem95@hotmail.com

ماہ رمضان قبول اسلام کا مہینہ

کویت: رمضان خیر وبرکت کا مہینہ ہے، جب رمضان شروع ہوتا ہے تو دنیا کے گوشے گوشے میں لوگ اسلام کی رحمتوں کا مزہ چکھنے کے لیے قریب آتے ہیں اور جب وہ اس کا مزہ چکھ لیتے ہیں تو اسلام کے دامن میں پناہ لینے کو عافیت سمجھتے ہیں۔اللہ کا شکر واحسان ہے کہ اس سال کویت جیسے خیر وبرکت والے ملک میں ایک ہزار سے زیادہ افراد نے اسلام کے دامن میں پناہ لی، اسی طرح سعودی عرب میں بھی سیکڑوں افراد نے اسلام قبول کیا سعودی عرب میں چین کی ایک کمپنی میں کام کرنے والے بیس سے زیادہ چینی افراد بیک وقت اسلام کے آغوش میں آگئے۔

جب ہم عرب ممالک سے نکل کر یورپ کی جانب رخ کرتے ہیں تو وہاں بھی اسلام قبول کرنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے جس کی مثال فرانس میں دیکھنے کو ملی ہے وہاں دو یہودی لڑکیوں نے بظاہر اسلامی تعلیمات کی پیروی کرتے ہوئے اپنے اہل خاندان کے علاوہ اسکول اور معاشرے میں دوسال قبل ہلچل مچا دی تھی۔ان دونوں نے اپنے طرز زندگی کو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق کرلیا ہے۔دوسال قبل ہی دونوں لڑکیوں نے ایک خاص موقع پر کھانا پینا ترک کردیا۔پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ دونوں لڑکیاں روزے سے ہیں۔اور انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کردیا کہ وہ مسلمانوں کے مقدس ماہ رمضان المبارک میں پورے ماہ روزہ بھی رکھیں گی۔

ان لڑکیوں کے والد LAURENT LEVY نے بتایا کہ دنیا میں یہ شاید فطری سوچ ہے کہ میری لڑکیوں نے اسلامی طرز زندگی اختیار کی ہے۔LEVY کی لڑکیوں 19 سالہ لیلا اور 16 سالہ المانے اپنے والد سے خواہش کی کہ وہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ روزہ اور عبادت میں گزاریں گی، لہذا وہ ان کی عبادت میں حائل نہ ہوں، کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔کچھ دنوں بعد دونوں بہنوں نے روزانہ پانچ وقت کی نمازوں کی پابندی بھی شروع کردی اور قرآن حکیم کی باقاعدہ تلاوت بھی کرنے لگیں۔پڑوسیوں کے علاوہ دوستوں نے ان لڑکیوں میں اسلامی تبدیلیوں پر حیرت کا اظہار کیا اور اسکول کو بھی یہ دونوں لڑکیاں مکمل لباس زیب تن کرکے جانے لگیں۔ان دونوں کے اسلامی طرز زندگی کو دیکھ کر آس پاس کے ماحول میں سرگوشیاں شروع ہوگئیں۔اسلام ایک دین فطرت ہے جو شخص بھی اسلام کو پڑھے گا خود بخود وہ اس کی آغوش میں آنے کو ہی عافیت سمجھے گا



SEPTEMPER 1279.indd 19 9/20/11 3:30 PM

IPC کے شب وروز

IPC کے جنرل ڈائرکٹر کے ساتھ ماہانہ اجتماع



۸ ستمبر کی صبح حسب سابق دعاۃ اور ذمہ داران دعوت کا ماہانہ اجتماع IPC کے جنرل ڈائرکٹر محترم جمال ناصر الشطی کی زیر نگرانی ٹائز سنٹر میں ہوا، جس میں رمضان میں اسلام کی سعادت حاصل کرنے والوں کی کثرت تعداد کے اسباب پر گفتگو کی گئی، اور واقعاتی تناظر میں 30 ایسے اسباب قلمبند کیے گئے جو رمضان میں غیر مسلموں کو اسلام کے سایہ میں پناہ لینے پر مجبور کرتے ہیں۔ جن میں (۱) مسلمانوں کا رمضان میں دعوت کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔ (۲) افطار پارٹیوں میں غیر مسلموں کی شرکت (۳) رمضان کا روح پرور اور ایمانی ماحول (۴) کویتی گھروں میں رمضان کی ایمانی فضا (۵) مساجد میں قبول اسلام کی سہولت (۶) روزانہ قبول اسلام کی خبروں کا پرنٹ میڈیا میں نشر ہونا۔ جیسے اسباب قابل ذکر ہیں۔



ماہ رمضان میں 1063 مرد وخواتین حلقہ بگوش اسلام

حسب سابق امسال IPC نے ماہ رمضان میں 1100 مرد وخواتین کے قبول اسلام کا منصوبہ بنایا تھا جس میں 1063 مرد وخواتین نے اسلام کی سعادت حاصل کی۔ یہ بیان IPC کے جنرل ڈائرکٹر محترم جمال ناصر الشطی نے ایک پریس ریلیز میں دیا۔



سرہ افطار کیمپ میں IPC کے زیر اہتمام تذکیر

گذشتہ ۸ سال سے مسجد عبدالرحمٰن الجر سرہ کے پاس افطار کیمپ کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں 800 سے زائد روزے دار افطار کے لیے حاضر ہوتے ہیں، IPC نے پچھلے دو سال سے مذکورہ کیمپ میں افطار سے قبل دروس کا سلسلہ جاری کیا جس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے، چنانچہ امسال تین زبانوں (اردو، بنگالی اور تمل) میں دروس رکھے گئے اور ایک کوئز پروگرام بھی منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام کے زیر اثر افطار میں عرصہ سے حاضر ہونے والے ایک غیر مسلم کو قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔



نومسلم بھائیوں کے لیے عیدالفطر کا تفریحی پروگرام



نومسلم بھائیوں کو عید کی خوشی میں شریک کرنے اور انہیں اسلامی تہوار کی جامعیت سے آگاہ کرنے کے لیے عیدالفطر کی مناسبت سے ہندی زبان کے نومسلم بھائیوں کے لیے کبد شاخ میں ایک تفریحی پروگرام منعقد ہوا جس میں جہاں مختلف ثقافتی پروگرام پیش کیے گئے وہیں مولانا علاء الدین مکی، مولانا صفات عالم تیمی، مولانا کرم اللہ مدنی اور مولانا شاہ نواز محمدی نے نومسلم بھائیوں کو خطاب کیا۔ انعامات کی تقسیم کے بعد عشائیہ پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ شرکاء کی مجموعی تعداد 38 تھی۔

خوش آئند بات یہ کہ شرکاء میں چند غیر مسلم بھی تھے جن میں سے دو پروگرام کے اخیر میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

SEPTEMPER 1279.indd 20 9/20/11 3:31 PM

انڈین مسلم ایسوسی ایشن یوتھ ونگ کی 18 روزہ مہم
''آؤ اکٹھے جنت چلیں''

IMA یوتھ ونگ نے وزارت اوقاف اور اسلامی امور کے تعاون سے مسجد کبیر میں 18 روزہ مہم کے اختتامی پروگرام ''آؤ اکٹھے جنت چلیں'' کے موقع پر ایک عظیم الشان افطار پارٹی کا اہتمام کیا، جس میں کویت کے مختلف علاقوں سے کثیر تعداد میں اردو جاننے والے افراد شریک ہوئے۔ آئی ایم اے کے صدر جناب محمد اسلم صاحب نے اپنے افتتاحی کلمات میں مہم کی کامیابی پر مسرت اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ مہم کے دوران نوجوانوں نے مختلف علاقوں میں 7 ہزار کتابیں، 6 ہزار سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز، ہزاروں پوسٹرز، دعاؤں پر مشتمل اسٹیکرس تقسیم کئے، خطباء نے 22 مساجد میں جمعہ کے خطبے بھی ''آؤ اکٹھے جنت چلیں'' کے موضوع پر دیئے۔ وزارت اوقاف کی دعوت پر ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے معزز مہمان امیر جماعت اسلامی صوبہ اتر اپردیش جناب مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی نے اپنی تقریر میں کہا کہ تمام افراد کا تعلق ایک کلمہ کی بنیاد پر ہو، آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں، فرق اور اونچ نیچ کا معیار تقوی ہو۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک معزز ومقرب ہونے کا معیار صرف اور صرف تقوی ہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہماری تمام جدوجہد اور سعی وکوشش کا مقصد آخرت کی کامیابی اور جنت کا حصول ہو۔

پروگرام کے اخیر میں یوتھ ونگ کے صدر فہیم الدین شریف نے اپنے ان تمام کارکنان کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے مہم کو کامیاب بنانے میں دن رات ایک کر دیا تھا اور ساتھ ہی مشورہ دیا کہ ہم اپنی اولاد کی تربیت قرآن وسنت کی روشنی میں کریں۔ ساتھ ہی یہ عزم بھی کریں کہ ہم اکٹھے جنت چلیں گے۔ پروگرام کا آغاز مولانا عمران ندوی کی تلاوت قرآن سے ہوا، نظامت کے فرائض برادر محمد سلمان رحیمی نے انجام دیا، اور مولانا محمد طاہر مدنی کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: محمد خالد اعظمی)







IMA کے زیر اہتمام غیر مسلموں کے لیے منعقدہ افطار پارٹی







مولانا عبدالقادر شاندا عمری وزارۃ الاوقاف کے مہمان

ہر سال ماہ رمضان میں وزارۃ الاوقاف مختلف ممالک کے دعاۃ اور علمائے کرام کو بحیثیت مہمان مدعو کرتی ہے، سابقہ روایات کے مطابق امسال کڑپہ اسلامک ویلفیر سوسائٹی نے وزارۃ الاوقاف کے تعاون سے IPC کے سابق داعی اور تلگو اور اردو زبان کے کہنہ مشق خطیب مولانا عبدالقادر شاندا عمری کو مدعو کیا تھا۔ اس مناسبت سے آپ نے مختلف مسلم کمیونٹیز کے پروگراموں میں شرکت کی اور لکچرز دیئے۔ آپ نے تلگو زبان میں IPC کے نومسلم بھائیوں کو بھی خطاب فرمایا، نیز کڑپہ اسلامک ویلفیر سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقدہ مختلف پروگراموں میں تقریریں کیں۔

SEPTEMPER 1279.indd 21 9/20/11 3:31 PM

پتے کی باتیں

☆ تمام کامیابیوں کا راز یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو دوسرے درجہ میں رکھنے پر راضی ہو جائے۔

☆ جتنی ہمت، اتنا عمل اور جتنا عمل اتنی ہی کامیابی..... یہ مختصر طور پر کامیاب زندگی کا فارمولا ہے۔

☆ کامیابی پچاس فیصد معلومات سے تعلق رکھتی ہے اور بقیہ پچاس فیصد منصوبہ بندی سے۔

☆ رات کی تاریکی کو ختم کرنے کی سادہ تدبیر صرف ایک ہے اور وہ ہے..... آنے والی صبح کا انتظار۔

☆ ہر مسئلہ حل ہو سکتا ہے سوائے اس مسئلہ کے جس کو وقار کا مسئلہ بنایا جائے۔

☆ اصول پسند انسان ہر انسان کے لیے اچھا انسان ہے اور مفاد پرست انسان صرف اپنے لیے اچھا انسان۔

☆ ہر نئی صبح یہ پیغام لے کر آتی ہے کہ کام کرنے کا ایک اور قیمتی دن انسان کو دے دیا گیا۔

☆ صبر بامقصد انسان کا کردار ہے۔ بامقصد انسان اس کا تحمل نہیں کر سکتا کہ وہ بے صبر اور بے برداشت ہو جائے۔

☆ بھولنے والی بات کو بھلا دو تا کہ تم یاد رکھنے والی بات کو یاد رکھ سکو۔

☆ تاریکی جب اپنی آخری حد پر پہنچتی ہے تو وہ روشنی کی تمہید بن جاتی ہے۔

SEPTEMPER 1279.indd 22 9/20/11 3:31 PM